معجزات و کرامات

عربی تحریر: محمد عبد الحکیم شرف قادری
اردو ترجمہ: مولانا غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی

رضا اکیڈیمی رجسٹرڈ لاہور
(پاکستان)

Marfat.com

Marfat.com

معجزات و کرامات

عربی تحریر: محمد عبدالحکیم شرف قادری
اُردو ترجمہ: مولانا غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی

رضا اکیڈمی ○ لاہور

Marfat.com

کتاب ـــــــــــ معجزات وکرامات (اردو، عربی)

تصنیف ـــــــــــ محمد عبد الحکیم شرف قادری

ترجمہ ـــــــــــ مولانا غلام نصیر الدین گولڑوی
مدرس جامعہ نعیمیہ، لاہور

کتابت ـــــــــــ محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالہ)

تصحیح ـــــــــــ مولانا حافظ محمد شاہد اقبال

مطبع ـــــــــــ احمد سجاد پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر ـــــــــــ رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

ہدیہ ـــــــــــ دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی لاہور

عطیات بھیجنے کے لئے

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۹۳۸/۳۸ حبیب بنک
وسن پورہ برانچ، لاہور

ـــــ بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات ۱۰ روپے کے ٹکٹ ارسال کریں ـــــ

ملنے کا پتا

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ، مسجد رضا، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور، پاکستان
کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰ فون نمبر ۷۶۵۰۴۴۰

Marfat.com

فہرست

انسانی اختیار	۵
خلق اور کسب	۶
ازالۂ وہم	۶
افعالِ خارقہ کی اقسام	۷
خوارقِ عادت کی ایک اور طریق سے تقسیم	۱۰
سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے معجزات	۱۱
موت کے فرشتے	۱۲
منتظم فرشتے	۱۳
جبرائیل علیہ السلام نے بیٹا عطا کیا	۱۳
حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائبِ اعظم ہیں	۱۴
استعانت	۱۸
اسلوبِ تمثیلی سے بات کی وضاحت	۱۹
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات، تصرفات اور اختیارات	۲۰
چار وزراء	۲۰
چابیاں حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہیں	۲۱
رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تین خصوصی دعائیں	۲۲
خلاصۂ کلام	۲۸
باطن میں حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے تصرفات	۳۲
دوسری روایت	۳۳

Marfat.com

کلمۂ کُن کے ساتھ تصرف ۳۶
قیامت کے دن حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے تصرفات ۳۷
انبیاء کرام علیہم السلام کا تصرف اور قدرت ۴۰
کرامات کے بارے میں مذاہب ۴۲
اولیاء سابقین کی کرامتیں ۴۳
کراماتِ صحابہ ۴۴
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی کرامت ۴۴
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کی کرامت ۴۵
حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالے عنہ کی کرامت ۴۶
ثبوتِ کرامت پہ دلائل ۴۷
شیخین رضی اللہ تعالے عنہما ۴۸
ضروری وضاحت ۵۰
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالے عنہ کی کرامت ۵۱
اُمتِ محمدیہ کے ولیوں کی کرامتیں ۵۴
امامِ ربانی کا دربارِ غوثیہ میں خراجِ عقیدت ۵۶
مشہور اعتراض اور اس کا جواب ۵۷
قصیدۂ غوثیہ کی صحت انتساب پہ دلائل ۵۸
برکاتِ ابدال ۶۲
دُوسری روایت ۶۳
ابدال کے اوصاف اور ان کی پہچان ۶۴
آخری بات ۶۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہر شئے کو پیدا کیا پھر ہدایت دی۔ وہی کائنات میں حقیقی متصرّف ہے۔ صلوٰۃ وسلام ہوں افضل الخلق۔ سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، جن کی تائید اللہ تعالیٰ نے روشن معجزات اور دلائل قاہرہ سے فرمائی اور اصحاب برکات اور بلند کرامات والی آل پاک۔ صحابہ کرام اور اولیاء امت پر۔

انسانی اختیار

بندوں کے افعال اختیاریہ کے بارے میں مختلف مذاہب ہیں ان میں سے تین مشہور مذہب یہ ہیں:

۱) پہلا مذہب معتزلہ کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال اختیاریہ کا خود خالق ہے۔

۲) دوسرا مذہب جبریہ کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بندے کے افعال اختیاریہ محض اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور بندہ پتھر کی حیثیت رکھتا ہے۔ افعال میں اس کا کچھ دخل اور اختیار نہیں ہے۔

۳) تیسرا مذہب امام اہل سنت شیخ ابوالحسن اشعری کا ہے وہ فرماتے ہیں

Marfat.com

بندے کا فعل اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے تاہم بندے کو خالق کی طرف سے ایک قسم کی قدرت دی گئی ہے، جب وہ اس قدرت کو فعل سے متعلق کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے بعد فعل پیدا کر دیتا ہے، پس اللہ تعالےٰ خالق ہے اور بندہ کاسب۔[۱]

خلق اور کسب

ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ ــــــ علامہ تفتازانی اس حقیقت کو بے نقاب کرتے ہیں، ان کا بیان پڑھ لیں حقیقت عیاں ہو جائے گی، وہ خلق اور کسب میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> بندے کا کسی کام کے لئے ارادہ کر کے اپنی (خداداد) قدرت کو صرف کرنا **کسب** کہلاتا ہے، اور اس کے بعد اللہ تعالےٰ کا اس فعل کو ایجاد کرنا **خلق** کہلاتا ہے۔ اور "مقدورِ واحد" دو قدرتوں کے تحت داخل ہے، مگر دو مختلف جہتوں سے ہے۔ اس لئے کہ وہ فعل قدرتِ الٰہی کا مقدور ایجاد کی جہت سے ہوتا ہے، اور بندے کا مقدور "کسب" کے اعتبار سے ہوتا ہے۔[۲]

ازالۂ وہم

اگر کسی کے ذہن میں یہ وہم پیدا ہو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تو قادر ہے

۱؎ عبدالعزیز پرہاروی: نبراس شاہ عبدالحق محدث دہلوی اکیڈمی، بندیال ص ۲

۲؎ مسعود بن عمر تفتازانی، علامہ: شرح عقائد طبع لکھنؤ ص ۶۶ - ۶۵

Marfat.com

مگر آپ نے جب بندے کے لئے بھی قدرت مان لی تو اس سے ثابت ہوا کہ دونوں قادر ہیں، اور یہ شرک ہے۔

جواب: اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ دونوں کی قدرتوں میں بڑا واضح فرق ہے، وہ یہ کہ بندے کی قدرت تو بلاشبہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ اور اس کی پیدا کی ہوئی ہے جبکہ اللہ کی قدرت ذاتی ہے۔ پس شرک کیونکر ہوگا؟

دوسرا وہم

اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ بندے کے لئے قدرت اور اختیار ماننے سے تو اللہ تعالےٰ کا معزول اور معطّل (بیکار) ہونا لازم آتا ہے۔ تو یہ بات بالکل توجہ اور التفات کے لائق نہیں، چہ جائیکہ اس کا جواب دیا جائے، اس لئے کہ اگر ہم سرے سے انسان کے لئے قدرت کا انکار کر دیتے تو لازم آتا کہ ہم نے انسان کو محض پتھر قرار دے دیا ہے اور یہ بعینہٖ جبریہ کا مذہب ہے جس کو ہم مردود قرار دے چکے ہیں۔

افعالِ خارقہ کی اقسام

انسان سے جو بہت سے افعال سرزد ہوتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں؛

(۱) افعالِ عادیہ

(۲) خلافِ عادت افعال (یا افعالِ خارقہ)

(اللہ تعالیٰ نے اس عالمِ رنگ و بُو میں اشیاء کے لئے خواص اور تاثیرات معین فرمائی ہیں، اور اشیاء کے معرضِ وجود میں آنے کے لئے جن اسباب و علل کو مقرر فرمایا ہے۔ ان کے مطابق خواص مسبّبات اور معلولات

Marfat.com

کا ظہور و ترتّب ہو تو اسے افعال عادیہ اور اُمورِ ما تحت الاسباب الظاہرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اگر خواص مسبّبات کا ترتّب اسبابِ معیّنہ کے خلاف واقع ہو یا شئے اپنے معلوم سبب سے ہٹ کر کسی اور امر سے حاصل ہو جائے تو اسے خرقِ عادت یا امور ما فوق الاسباب الظاہرہ سے تعبیر کرتے ہیں) افعالِ خارقہ اور اسی طرح جن مدّعیوں کے ہاتھ پر ان کا ظہور ہوتا ہے۔ ان کی کئی قسمیں ہیں۔

امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے افعالِ خارقہ اور دعویٰ کرنے والوں کی اقسام کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

(۱) **دعوئ الوُہیّت**: متکلمین نے الوہیّت کے مدعی کے ہاتھ پر بغیر کسی معارضہ کے امر خارق کا ظہور جائز رکھا ہے کیونکہ حسِّ ظاہر اس کے دعویٰ کی تکذیب کرتی ہے (اس کا اس عالم میں پیدا ہونا اور پیدا ہو کر ضروریاتِ زندگی کی طرف محتاج ہونا یہ ایسا امر ہے جو اس کے دعویٰ کی تکذیب کرتا ہے۔ پس مدعیِ اُلوہیت کے ہاتھ پر افعالِ خارقہ کا ظہور ابتلاء کے طور پر جائز ہے، کیونکہ یہاں حق کے باطل سے مُلتبس ہونے کا خدشہ نہیں، اس لئے کہ حدوث و احتیاج بجائے خود الوہیّت کے منافی ہیں) معارضہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی تکذیب کیلئے یہی کافی ہے جیسا کہ منقول ہے کہ فرعون جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اس سے خرقِ عادت اُمور ظاہر ہُوئے، اور اسی طرح دجّال کے بارے میں بھی روایتیں ملتی ہیں۔

(۲) **دعوئ نبوّت**: جو شخص بھی انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کی نبوت کا اقرار کرتا ہے اس کا اس بات سے اتفاق ہے کہ نبوت کے

Marfat.com

سچے مدعی پر (موافقِ دعویٰ) خرقِ عادت امر کا ظہور واجب ہے۔

(۳) **جھوٹا دعویٰ نبوت**: نبوت کے جھوٹے مدعی کے لئے (موافقِ دعویٰ) خرقِ عادت امر کا ظہور جائز نہیں۔ اور اگر اس سے خرقِ عادت امر کا ظہور ہو بھی جائے تو اس کا مقابلہ ضرور کیا جائے گا (یعنی اللہ تعالےٰ نبوت کے جھوٹے مدعی کے ہاتھ پر ایسا خرقِ عادت امر ظاہر نہیں فرماتا جو اس کے دعویٰ کے موافق ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہُوا تو ہدایت اور ضلالت گڈمڈ ہو جائیں گے اور نہ صرف بعثت کا مقصد فوت ہو جائے گا بلکہ اثباتِ نبوت کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا)

(۴) **دعویٰ ولایت**: کراماتِ اولیاء کے ماننے والوں کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا کسی ولی کے لئے یہ جائز ہے کہ وُہ کرامات ظاہر کرنے کا دعویٰ کرے، پھر اس کے دعویٰ کے موافق کرامات کا ظہور ہو یا نہ؟

(۵) **جادو کا دعویٰ**: متکلمین کے نزدیک شیطان کا تقرب حاصل کرنے والے سے جادو اور شیاطین کی مدد سے خرقِ عادت امور کا ظہور ہو سکتا ہے، معتزلہ اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔

(۶) **کرامت**: کسی صالح کامل یعنی اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے سے ایسے خرقِ عادت امر کا ظہور ہو جس نے مذکورہ دعووں میں سے کوئی دعویٰ نہ کیا ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ ہمارے اصحاب نے اس کو جائز رکھا ہے۔ ابو الحسن بصری اور ان کے ساتھی محمود خوارزمی کے علاوہ دوسرے معتزلہ اس کے منکر ہیں۔

(۷) **استدراج**: کسی کافر مردود سے خرقِ عادت امر کا ظہور ہو، جسے استدراج کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔[1]

---

[1] فخرالدین رازی، امام: تفسیر کبیر ۲۱/۸۵

Marfat.com

خوارِق عادت کی ایک اور طریق سے تقسیم

علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوارقِ عادت امور کو ایک اور طریقے سے بیان فرماتے ہیں، اُنھوں نے خوارِق کی سات قسمیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) معجزہ (۲) کرامت

(۳) معونت (۴) اِرہاص

(۵) اِستدراج (۶) اِہانت

(۷) سحر (جادُو)

(۱) دعوائے نبوت کے بعد نبی سے جو خرقِ عادت امر کا ظہور ہو اُسے معجزہ کہتے ہیں۔

(۲) اولیاءِ کرام سے اگر خرقِ عادت کا ظہور ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔

(۳) اگر عام مسلمانوں میں سے کسی (ایسے شخص سے جو نہ فاسق ہو اور نہ ولی کے مقام پر فائز ہو) کوئی امر خرقِ عادت کے طور پر ظاہر ہو اسے معونت کہتے ہیں۔

(۴) دعوائے نبوت سے پہلے نبی سے جو خرقِ عادت امر کا ظہور ہو اسے اِرہاص کہتے ہیں، جیسے بعثت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر پتھروں کا سلام پیش کرنا۔ یاد رہے کہ بعض متکلمین نے ارہاص کو بھی کرامت ہی کی قسم قرار دیا ہے، اور بعض اِرہاص کو مجازاً معجزہ میں داخل مانتے ہیں۔

(۵) اگر کافر اور فاسقِ مُعلِن سے خرقِ عادت کے طور پر کوئی

Marfat.com

امر اس کی غرض کے موافق ظاہر ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں
(اسے استدراج کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ امر اسے بتدریج
نارِ جہنم تک پہنچا دیتا ہے)

(٦) اور کافر مدّعیِ نبوت سے جو امر خرقِ عادت ظاہر ہو اور وہ اس کے دعوٰی کے خلاف ہو تو اسے اہانت کہتے ہیں۔ جیسا کہ مُسیلمہ کذّاب سے اس قسم کے امور کا ظہور رہا۔ مثلاً اس نے پانی میں کُلّی کی تو پانی نمکین اور کھاری ہو گیا۔ اور اسی طرح اس کے پاس ایک کانا شخص آیا اور کہا کہ تم نبوت کا دعوٰی کرتے ہو تو خدا سے دُعا کرو میری آنکھ ٹھیک ہو جائے۔ مسیلمہ کذّاب نے اس کانے کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ دوسری آنکھ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔ پس یہاں ایک امرِ خارق کا ظہور تو ہُوا، لیکن وہ مسیلمہ کے دعوٰی کے خلاف تھا۔ اسے اہانت کہتے ہیں۔

(٧) سحر (جادو)، جسے بعض شریر النفس شیاطین کی مدد سے مخصوص اعمال کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس سے خرقِ عادت امور کا ظہور ہو جاتا ہے۔[1]

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

---

[1] عبدالعزیز پرہاروی، علامہ: نبراس ص ۴۳۰

Marfat.com

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۵ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ [1]

ترجمہ: اور (وُہ حضرت عیسٰے علیہ السلام) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا جائے گا اور وُہ ان سے کہے گا بے شک میں تمہاری طرف مٹی سے پرندوں کی مورتیں بنا کر اس میں پھونک مارتا ہُوں تو وُہ اللہ تعالٰے کے حکم سے اُڑنے لگتے ہیں اور میں مادر زاد اندھے اور برص والے کو اچھا کر دیتا ہُوں اور میں اللہ تعالٰے کے حکم سے مُردہ بھی زندہ کر دیتا ہُوں ۔

موت کے فرشتے

اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا :

حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۵ [2]

ترجمہ : یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے بھیجے ہُوئے فرشتے اس کی رُوح کو اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں ، اور وُہ کچھ قصور نہیں کرتے ۔

---

[1] القرآن ۳ / ۴۹

[2] القرآن ۶ / ۶۱

Marfat.com

منتظم فرشتے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ[1]

ترجمہ: قسم ہے ان فرشتوں کی جو (کافروں کی روحیں) سختی سے کھینچتے ہیں۔ اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو مومنوں کے بند نرمی سے کھولتے ہیں (یعنی نرمی سے جان نکالتے ہیں) اور ان فرشتوں کی قسم جو (آسمان اور زمین کے درمیان مومنوں کی رُوحیں لے کر) آسانی سے تیرتے ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی قسم جو آگے بڑھ کر (اپنی مقررہ خدمتوں پر) جلد پہنچتے ہیں، پھر ان فرشتوں کی قسم جو عالم کے کاموں کی تدبیر و انتظام کرتے ہیں۔

جبریل علیہ السلام نے بیٹا عطا کیا

حضرت جبریل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بصورتِ بشر آئے اور ان سے کہا:

اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝[2]

---

[1] القرآن ۷۹/۵-۱

[2] القرآن ۱۹/۱۹

Marfat.com

ترجمہ: میں تمہارے رب کا بھیجا ہُوا ہُوں کہ میں تمھیں (رب کے حکم سے) ایک سُتھرا بیٹا عطا کروں۔

غور فرمائیے کہ ان آیات میں اللہ تعالے کے حکم سے پرندوں کو پیدا کرنے اور ان میں رُوح پھُونک کر اُنھیں اڑانے کی نسبت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے، اور اسی طرح مادر زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو ٹھیک کرنے اور اللہ کے اذن کے ساتھ مُردے جلانے کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے۔ اور یُوں ہی رُوحیں نکالنے اور نظامِ عالَم کے انصرام و انتظام کی نسبت فرشتوں کی طرف کی گئی ہے۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف یہ نسبت مذکور ہے کہ انھوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو بیٹا عطا کیا۔

باوجودیکہ ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا تو اللہ تعالےٰ ہی ہے مگر ان کی نسبت عباد کی طرف بھی کی گئی ہے، تو اس سے معلوم ہُوا کہ ایسے کاموں کی نسبت بندوں کی طرف کرنا جن کا فاعل اللہ تعالےٰ ہے علی الاطلاق شرک نہیں، کیونکہ اگر یہ شرک ہو تو کیا کہو گے کہ قرآن مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے؟ نہیں، بخدا! بات یہ نہیں ہے، بلکہ حقیقتِ امر یہ ہے کہ اس قسم کے تمام کام مخلوق کی طرف مجازاً منسوب ہوتے ہیں، اور پھر یہ بھی کہ جب یہ کام اللہ تعالےٰ کے اذن کے ساتھ واقع ہوتے ہیں تو ان کی نسبت مخلوق کی طرف کرنے میں قطعاً کوئی شرک نہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائبِ اعظم ہیں

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ:

اس آیت کریمہ میں اور اس کے علاوہ ان آیتوں میں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک

Marfat.com

کو اپنے نام کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ حقِ خدائے قدّوس
اور حقِ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تلازم اور اس چیز کا
بیان ہے کہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی
عزّت و حُرمت کی جہت ایک ہی ہے۔ پس جس نے رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کو
ایذا پہنچائی، اور جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالےٰ
کی اطاعت کی۔ اس لئے کہ اُمت کا اللہ تعالیٰ سے تعلق
اور رابطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی واسطے سے ہے۔ ان
میں سے کسی کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر نہ کوئی
راستہ ہے اور نہ کوئی سبب، اور بیشک اللہ تعالےٰ نے
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو امر، نہی، اخبار اور بیان میں اپنی
ذات کے قائم مقام فرمایا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے
نائب اعظم ہیں، لہٰذا ان امور میں سے کسی چیز میں اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول کے درمیان تفریق کرنا جائز نہیں[1]

نیز لکھتے ہیں؛

بیشک اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے
ہمیں ہدایت فرمائی اور آپ ہی کے طفیل ہمیں اندھیرے سے
اجالے کی طرف نکالا، اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
رسالت و سفارت کی برکت اور سعادت سے اللہ تعالیٰ نے

---

[1] احمد ابن عبدالحلیم المعروف ابن تیمیہ، علامہ: الصارم المسلول (دار الفکر) ص ۴۱

Marfat.com

ہمیں دُنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ عقول اس کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔ اور زبانیں اس کی معرفت اور وصف بیان کرنے سے عاجز ہیں۔[۱]

احسان الٰہی ظہیر لکھتا ہے:

جب شیخ عبد القادر جیلانی ماذون و مختار اور تصرف کرنیوالے ہیں اور وُہ مارتے جلاتے ہیں اور وہی فیض رساں اور ہر چیز کے عطا کرنے والے ہیں، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اللہ تعالےٰ سے کیوں مانگا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے، اس سے مدد مانگنے اور فریاد کرنے کی کیا ضرورت ؟ جب بھی کسی شخص کو کوئی چیز مطلوب ہو تو بس اسے شیخ جیلانی سے مانگ لینا چاہیئے، العیاذ باللہ[۲]

جواب: احسان الٰہی ظہیر کی اس بات کے مطابق تو پھر کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو جلانے اور بیماروں کو ٹھیک کرنے والے ہیں۔ اسی طرح مارنے، رُوحیں نکالنے اور نظام عالَم کا انتظام وانصرام فرشتوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور بیٹا عطا کرنا جبریل علیہ السلام کا کام ہے تو پھر اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتے اور مدد مانگنے کی کیا پڑی ؟ جب بھی کسی شخص کو کوئی چیز درکار ہو وُہ ان ہستیوں سے طلب کرلے۔ اور گزشتہ سطور

---

۱ احمد ابن عبد الحلیم المعروف ابن تیمیہ، علامہ: الصارم المسلول (دار الفکر) ص ۲

۲ ظہیر: البریلویۃ ص ۷۳

Marfat.com

میں جیسا کہ ہم نے قرآن پاک کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ یہ سب کچھ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ تو اب ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا کوئی شخص نعوذ باللہ یہ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے کہ قرآن پاک شرک سے بھرا ہوا ہے؟

خلاصۂ کلام: حقیقتِ امر یہ ہے کہ بیشک حضرت مریم علیہا السلام کو بیٹا عطا فرمانے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس نے حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے عطا فرمایا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین صحابہ علیہم الرضوان کو غزوہ بدر میں فرشتوں کے واسطہ سے اپنی تائید و نصرت سے نوازا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ[1]

ترجمہ: ہاں کیوں نہیں اگر تم جمے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور کافر تم پر پھر اسی دم چڑھ آئیں تو تمھارا رب پانچ ہزار نشان دار فرشتے بھیج کر تمھاری مدد فرمائے گا۔

پس حقیقت میں مددگار تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس نے اپنی نصرت کو فرشتوں کے ذریعے ظاہر فرمایا، تو کیا کوئی سمجھدار آدمی ایسی بات کہنے کا خیال بھی کر سکتا ہے کہ ہمارے لئے جب فرشتوں کی نصرت و مدد کافی ہے تو اللہ تعالیٰ کی نُصرت کی کیا ضرورت ہے؟ ظاہر ہے ایسی بات کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا۔

---

[1] القرآن ۳/۱۲۵

Marfat.com

اور اسی طرح اگر اللہ تعالےٰ کسی ولی کے طفیل اور اس کی دعا سے کسی حاجتمند شخص کی مراد پوری کر دیتا ہے اور اسے مطلوب حاصل ہو جاتا ہے۔ تو یہ درحقیقت ولی کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے مدد ملی ہے۔ اور یوں ہی یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اگر کسی ولی کے "قُمْ بِاِذْنِ اللہِ" کہنے سے کوئی مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ یا کوئی دشمن اور گستاخ شخص کسی اللہ کے ولی کے قہر وغضب کا شکار ہو کر ہلاکت اور تباہی کے منہ میں چلا جاتا ہے تو درحقیقت مارنے اور جلانے والا تو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں۔ اللہ کا ولی تو کسی شخص کی زندگی یا ہلاکت کا محض سبب بنا ہے۔ اور سبب کی طرف کسی کام کی نسبت کرنا مجاز عقلی کہلاتا ہے، جس کی قرآن پاک میں کثرت سے مثالیں موجود ہیں

شروع بحث میں ہم یہ بات وضاحت سے لکھ چکے ہیں کہ بندہ اپنے افعالِ اختیاریہ کا کاسب ہوتا ہے، اور "کسب" کی حقیقت یہ ہے کہ کسی بندے کا اپنی قدرت اور ارادہ کو کسی فعل کی طرف صرف کرنا اور اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے اس فعل کو پیدا کر دینے سے جسے خلق کہتے ہیں، وہ فعل متحقق ہو جاتا ہے لہٰذا یہ جو اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں اور اس کی مخلوق سے بظاہر مدد اور فریاد طلب کی جاتی ہے تو یہ حقیقت میں اللہ تعالےٰ سے ہی التجا ہوتی ہے اور اسی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے استغاثہ کرتے ہیں، مگر مشکل یہ ہے کہ اس گہرے راز تک عقل و خرد سے عاری ان افراد کی رسائی نہیں ہے۔

استغاثہ

سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر میں جو کہ فارسی

Marfat.com

...ں ہے، لکھتے ہیں، یہاں اس کے ترجمے کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

غیر سے استعانت اس طرح حرام ہے کہ اعتماد اس غیر پر ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے۔ اور اگر توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور نظامِ اسباب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس غیر سے ظاہری استعانت کرلے تو یہ راہِ معرفت سے دُور نہ ہوگا اور یہ شریعت میں جائز ہے۔ اس قسم کی استعانت انبیاءِ کرام اور اولیاءِ اُمت نے غیر سے کی ہے۔ اصل میں نکتہ کی بات یہ ہے کہ یہ استعانت غیر سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے[1]

اسلوبِ تمثیلی سے بات کی وضاحت

یہ ایک عام فہم سی بات ہے کہ مثلاً اگر کوئی پاکستانی باشندہ اپنے حقوق ...در اہم مقاصد کے لئے بھارت کے (سابق) وزیرِ اعظم راجیو گاندھی سے استعانت کرتا ہے تو وہ ملک دشمن اور غدّار ہے، اور اس پر اس جُرم کی پاداش میں تعزیر جاری ہوگی بخلاف اس کے کہ اگر وہ شخص حکومتِ پاکستان کے کسی صاحبِ منصب سے اپنے حقوق کے حصول کے لئے رجوع کرتا ہے تو اس پر حکومتِ پاکستان کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ پاکستان کے کسی منصب دار کی طرف رجوع در اصل خود حکومتِ پاکستان کی طرف رجوع ہے۔

---

[1] عبد العزیز محدّث دہلوی، سراج الہند: تفسیرِ عزیزی افغانی دار الکتب دہلی ۱/۸

Marfat.com

لیکن اس چیز کو کوئی بھی پسند اور گوارا نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص پاکستانی ہوتے ہُوئے پاکستان کے دشمن سے مدد طلب کرے۔

اسی طرح سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ واحد و قہار اپنے بندوں میں سے کسی شخص کے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ وُہ اللہ کا بندہ ہو کر اللہ کے دشمنوں شیطانوں اور بتوں سے استعانت کرے۔ لیکن اگر کوئی شخص (حکومت الٰہیہ کے صاحبِ منصب نبیوں اور ولیوں سے استعانت کرتا ہے (اور انھیں مستقل بھی نہیں مانتا) تو اللہ تعالیٰ کی اس سے کوئی ناراضگی نہیں ہو گی اس لئے کہ یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات، تصرفات اور اختیارات کا بیان

معجزات

حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے معجزات اتنے کثیر ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ علمائے اسلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بیان میں بے شمار کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض بڑی ضخیم اور کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ اگر ہم ان کا شمار کرنے لگیں تو تھک جائیں۔ اس مقام پر ہم اختصار کے ساتھ چند ایک چیزوں کا ذکر کریں گے۔

چار وزراء

امام ابو نعیم نے حلیہ میں اور امام طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

بیشک اللہ تعالےٰ نے چار وزیروں سے میری تائید فرمائی، دو آسمانوں میں ہیں یعنی حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام اور دو زمین پر ہیں یعنی حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما[1]

غور فرمایئے کہ وزراء تو بادشاہوں کے ہوتے ہیں۔ پس اس حدیث مبارک میں اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں اور زمینوں کا بادشاہ بنایا ہے، اور یہ کیوں نہ ہو، اس لئے کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائبِ اعظم ہیں۔ جیسا کہ بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے:

اِنَّ اَکْرَمَ خَلِیْقَۃِ اللّٰہِ عَلَی اللّٰہِ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ[2]

کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔

حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے[3]

چابیاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] احمد بن حجر مکی، علامہ: الصواعق المحرقہ مکتبہ قاہرہ مصر ص ۷۸

[2] جلال الدین سیوطی، امام، علامہ: خصائص کبریٰ فیصل آباد ۲/۱۹۸

[3] حاکم نیشاپوری، امام: مستدرک بیروت ۴/۵۶۶

Marfat.com

ہیں جوامع الکلم (ایسے کلمات جو کم الفاظ اور زیادہ معانی پر مشتمل ہوں) کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں۔ میری رعب کے ذریعے مدد کی گئی۔ خواب میں زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں[1]۔

دُوسری روایت: حضرت عقبہ ابن عامر کی روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ:

بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں[2]۔

تیسری روایت: ترمذی اور دارمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

کرامت اور چابیاں اس (قیامت کے) دن میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا[3]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین خصوصی دُعائیں

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے تین ایسی خصوصی دُعائیں (کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے جو یقیناً اور قطعی طور پر مقبول ہیں، حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] مسلم بن حجاج، قشیری، امام: صحیح مسلم مطبوعہ دہلی ۱/۹۹

[2] ولی الدین محمد بن عبداللہ، خطیب: مشکوٰۃ المصابیح (نور محمد، کراچی ص ۵۴۸

[3] ایضاً ص ۵۱۴

Marfat.com

فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ
وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ اِلَیَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ
حَتّٰی اِبْرَاهِيْمُ۔

میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کیا: اے اللہ! میری اُمت بخش دے۔ اے اللہ! میری اُمت بخش دے۔ اور تیسری دُعا میں نے اس دن (قیامت) کے لئے اٹھا رکھی ہے جس دن تمام لوگ میری طرف رغبت کریں گے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی۔[1]

وُہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہُوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

علامہ ابن قیم نے یہ حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا:

"بخدا! میں جسے بھی عطا کرتا ہُوں یا محروم کرتا ہُوں تو مجھے ایسے ہی حکم ہے حالانکہ میں تقسیم کرنے والا ہی ہُوں"

اس کے بعد لکھتے ہیں:

پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے خزانوں میں محض اس کے حکم سے تصرّف کرنے والے ہیں، جیسا کہ ایک عبدِ کامل کی یہی شان ہے کہ وُہ اپنے آقا کے احکام کو جاری و نافذ کرے۔[2]

---

[1] مسلم بن حجاج قشیری، امام: صحیح مسلم ۱/۲۷۳

[2] ابن قیم جوزی، علامہ: طریق الہجرتین (مطبوعہ دوحۃ الحدیثیہ، قطر) ص ۱۷

Marfat.com

علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالےٰ حدیث "اُعطِیتُ مَفَاتِیحَ خَزَائِنِ الاَرضِ" (مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں) کی شرح میں لکھتے ہیں:

حدیث مبارک میں جن خزانوں کی چابیاں عطا کرنے کا ذکر ہے ان کا ایک مطلب یہ ہے کہ ان سے تمام جہانوں کے خزانے مراد ہیں تاکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بقدر استحقاق عطا فرمائیں تو جو چیز جب بھی اس عالم میں ظاہر ہوتی ہے تو حضور ہی اللہ تعالےٰ کے اذن کے ساتھ وہ چیز عطا فرماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے علم غیب کلّی کی چابیاں اپنے ساتھ مختص کی ہیں کہ اس کے سوا (ذاتی طور پر) ان کو کوئی نہیں جانتا لیکن اس نے اپنے حبیب مکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بخششوں کے خزانوں کی چابیوں کی عطا کے لئے خاص فرمایا ہے ان خزانوں میں سے جسے جو ملتا ہے وہ حضور ہی کے ہاتھ سے ملتا ہے۔[1]

نیز لکھتے ہیں:

اللہ تعالےٰ نے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اس بات کا اختیار دیا کہ آپ نبی ہونے کے ساتھ ساتھ عبدیت اور فقر کو پسند کرلیں یا امیری اور بادشاہت کو۔ تو آپ نے امیری کی بجائے فقیری کو اختیار فرمایا اور زمین کے خزانوں

---

[1] محمد عبدالرؤف مناوی، محدث: فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۱/۵۶۴

Marfat.com

میں تصرّف کرنے کو ترک کر دیا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس (زمین کے خزانوں میں تصرّف چھوڑنے) کے عوض حضور کو آسمانوں کے خزانوں میں تصرّف کا اذن عطا فرمایا، مثلاً ڈوبے ہوئے سُورج کو واپس لانا، چاند کو دو ٹکڑے کر دینا، ستاروں سے رجم، آسمانوں کو چیرنا، بارش روکنا اور برسانا ہواؤں کو چلانا اور انھیں روکنا، بادلوں کا سایہ کرنا، اور اس کے علاوہ جو خوارق ہیں۔[1]

ابو نعیم حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ پس آپ نے فرمایا:

> حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر مجھے یہ بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے میری امداد فرمائی اور مجھے نصرت عطا فرمائی اور رعب کو میرے آگے کر دیا اور مجھے ملک و سلطنت دی گئی۔[2]

حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام کے لائق اور شایانِ شان بھی یہی ہے اس لئے کہ آپ دُنیا اور آخرت میں مرجع خلائق ہیں۔

امام نووی قاضی عیاض کے حوالے سے اس حدیث مبارک وَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا

---

[1] محمد عبد الرؤف مناوی، محدث: فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۱/۱۴۸

[2] عبد الرحمٰن بن ابوبکر سیوطی، امام: خصائص کبریٰ فیصل آباد ۱/۱۱۱

Marfat.com

سردار ہوں) کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سیّد (قوم کا سردار) وہ ہوتا ہے جسے اپنی قوم پر فوقیت اور برتری حاصل ہو، اور تمام تکالیف اور مشکلات میں اُس کی طرف رجوع کیا جاتا ہو اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم تو دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں کے سردار ہیں۔ قیامت کا ذکر خصوصیت سے اس لئے کیا ہے کہ اس دن آپ کی سرداری ورسیادت کا اور ہی عالم ہوگا، کیونکہ قیامت کے دن آپ کی سیادت کو سبھی تسلیم کریں گے۔

مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں تو بعض لوگوں نے آپ کی سیادت کا انکار کیا لیکن قیامت کے دن کسی کو مجال انکار نہ ہو گی، اس دن تو آپ ہی سب کی توجہات کا مرکز ہوں گے۔

قصیدہ بُردہ میں ہے:

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاہِیْ فَلَا اَحَدٌ
اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ "لَا" مِنْہُ وَلَا نَعَمٖ

ترجمہ: ہمارے نبی محتشم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم حکم دینے والے نہی فرمانے والے ایسے ہیں کہ "ہاں" اور "نہ" کہنے میں آپ سے زیادہ کوئی سچا نہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے آمر (حکم دینے والے) اور

لہ یحیٰی بن شرف نووی، امام: شرح مسلم ۲/۱۱

ناہی (منع کرنے والے) ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایسے حاکم ہیں کہ آپ کے سوا اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں کوئی حاکم نہیں، اور جب بھی آپ نے کسی معاملہ میں لا (نہیں) یا نعم (ہاں) فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اور حق وصواب فرمایا۔ بس اب آپ سے اللہ تعالےٰ کی رضا کی مخالفت اسی صورت میں متصور ہو سکتی ہے جب آپ کو کوئی آپ کی مرضی کے خلاف امر و نہی پر مجبور کرنیوالا ہو۔ حالانکہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا حاکم نہیں ہے جو آپ کو کسی ایسے امر سے منع کر سکے اور آپ کے احکام رد کر دے جس کا آپ حکم دینا چاہیں۔ آپ اپنے تمام اقوال میں سچے ہیں۔[۱]

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

بیشک حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایسے خلیفہ و نائب ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے "خوان" آپ کے دست قدرت کے تابع اور آپ کے ارادے کے ماتحت کر دئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں محروم کرتے ہیں۔[۲]

علامہ قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں:

۱؎ احمد بن شہاب الدین، خفاجی: نسیم الریاض بیروت ۲/۳۵

۲؎ احمد بن حجر مکی، امام: جوہر المنظم مکتبہ قادریہ لاہور ص ۴۲

Marfat.com

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسرار و کمالاتِ الٰہیہ کا خزانہ اور جائے نفاذِ امر ہیں پس اس لئے بارگاہِ مصطفےٰ سے ہی ہر حکم کا نفاذ ہوتا ہے اور حضور کے ہی توسّط سے ہر بھلائی ملتی ہے[1]

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر، مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

علامہ زرقانی مالکی فرماتے ہیں کہ:

جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کسی امر کا قصد فرماتے ہیں تو نہ اس کا خلاف ہوتا ہے اور نہ ہی اس امر کے واقع ہونے میں مخلوقات میں سے کوئی مانع ہے[2]

نیز لکھتے ہیں:

مسلم شریف میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم "الشّافی" بھی ذکر کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ حضور صلّے اللہ علیہ وسلّم بیماری اور دُکھ درد سے شفاء دینے والے ہیں اور اپنی اُمّت پر آنے والی ہر مصیبت اور تکلیف کو دُور فرمانے والے ہیں[3]

خلاصۂ کلام: ان مُحوّلہ بالا احادیث مبارکہ اور اقوالِ ائمہ سے جہاں توحید

---

[1] احمد بن محمد قسطلانی، امام: مواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی ۱/ ۴۴

[2] محمد بن عبد الباقی زرقانی، علامہ: زرقانی علی المواہب ۱/ ۵۰

[3] ایضاً ۳/ ۱۵۲

Marfat.com

کے منوالے ایمان والوں کی آنکھوں کو قرار ملتا ہے، اور حضور سید المرسلین کے سچے اہلِ محبت کے قلوب کو ٹھنڈک پہنچتی ہے وہاں آپ کو بعض لوگ ایسے بھی ملیں گے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ شان میں وارد ان تصریحات کے خلاف بغض کا شکار ہیں اور ان تصریحات کو عقیدۂ اسلام اور توحید کے منافی گردانتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک)

ان کے امام محمد اسمٰعیل دہلوی حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اختیارات کا انکار کرتے ہیں، اور کائنات میں اللہ تعالےٰ کے خلیفۂ اعظم نائب مطلق صلے اللہ علیہ وسلم کی قدرت کی کلیتہً نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"[1]

وہ خود کو توحید کا علمبردار سمجھتے ہیں، ان کو یہ علم نہیں کہ جب بارگاہِ رسالت میں تنقیص کی جائے تو پھر توحید کا جھنڈا قائم نہیں رہ سکتا۔

دیکھنا اس سرکار کا انکار نہ ہونے پائے
ایسی توحید تو شیطان بنا دیتی ہے

لیجئے ہم آپ کو حضورِ انور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اختیارات کی وسعت دکھاتے ہیں، اگر آپ سُنّی حنفی ہیں تو حضرت علامہ ملّا علی قاری اور شیخ محقق عبد الحق محدّث دہلوی کے کلام سے اور اگر آپ کا تعلق لامذہبیوں (غیر مقلدوں) سے ہے تو آپ کے رئیس نواب صدیق حسن بھوپالی کی عبارات پیش خدمت ہیں۔ حضرت علامہ ملّا علی قاری حدیثِ ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[1] محمد اسمٰعیل دہلوی   تقویۃ الایمان   ص ۴۷

Marfat.com

اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
سَلْ (مانگ)، یعنی تجھے جس چیز کی حاجت ہے مجھ سے طلب کر۔ اس لئے کہ یہی کریموں کی شان ہے۔ اور حضور انور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر تو کوئی کریم نہیں ہے اور جب حضور صلّے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطلقاً مانگنے کا حکم دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اذن دے رکھا ہے کہ حق تعالےٰ کے خزانوں سے جو چاہیں عطا کریں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ائمہ نے یہ امر حضور کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ آپ مختار ہیں۔ جس کو جس حکم سے چاہیں خاص فرما دیں جیسے اکیلے حضرت خزیمہ بن ثابت کی شہادت کو دو شہادتوں کے قائم مقام قرار دے دیا (بخاری) اور اسی طرح اُمِّ عطیہ کو آلِ فلاں (خاص قبیلے) میں نوحہ گنی کی رخصت عطا فرمائی (مسلم) امام نووی فرماتے ہیں کہ شارع علیہ السلام اختیار والے ہیں کہ عموم سے جس حکم کی چاہیں تخصیص کر دیں، جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے ابو بردہ بن نیار کو شش ماہہ بکری کے بچّے کی قربانی کرنے کی اجازت فرمائی۔ اور بھی بہت مثالیں ہیں۔

ابن سبع اور دوسرے علماء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی زمین حضور صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی جاگیر کر دی اس میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں عطا

Marfat.com

عطا فرما دیں۔[1]

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ:

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نے مجھے مطلقاً فرمایا کہ دُنیا و آخرت کی جو بھلائی چاہو مانگو اور کسی خاص مقصد کی تعیین نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امور حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس اور ہمتِ کرم سے وابستہ ہیں۔ آپ جو چاہیں جسے چاہیں رب کے اذن سے عنایت فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ترجمہ: حضور! دنیا اور آخرت تو آپ کے سحابِ جُود و کرم کا ایک چھینٹا ہے اور لوح و قلم آپ کے علم کا بعض۔

اس کے بعد نواب بھوپالی نے فارسی زبان کا ایک شعر نقل کیا ہے۔

اگر خیریت دنیا و عقبےٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا ہر چہ می خواہی تمنا کن

ترجمہ: اگر تو دنیا و عقبیٰ کی خیر اور بھلائی کا آرزومند ہے تو حضور کی بارگاہ میں آ اور جو دل چاہے مانگ۔[2]

اور یہ بعینہٖ وہی بات ہے جو شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بیان

---

[1] علی بن سلطان محمد، القاری، علامہ: مرقاۃ المفاتیح (ملتان) ۲/ ۳۲۳
[2] صدیق حسن خاں بھوپالی، نواب: مسک الختام (مطبع نظامی کانپور) ۱/ ۲۲۶

فرمائی۔ دیکھئے اشعۃ اللمعات[1]

باطن میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تصرفات کا بیان

حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے دل اور باطن میں تصرف فرمانے کی واضح اور روشن دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے:

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا اتنے میں ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھنا شروع کر دی پس اس نے نماز میں اس طرح قرآن پڑھا جو میرے لئے نیا تھا، پھر ایک دوسرا شخص داخل ہوا اور اس کی قرارت پہلے شخص سے بھی مختلف تھی جب میں نماز پڑھ چکا تو ہم سب رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے قرآن پاک اس طرح پڑھا جو میرے لئے نیا تھا، پھر دوسرا شخص داخل ہوا اس نے پہلے صحابی سے بھی مختلف طریقے پر قرارت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ان دونوں کو حکم دیا۔ ان دونوں نے قرآن پاک پڑھا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی تحسین فرمائی۔ اس وقت میرے دل میں زمانۂ جاہلیت سے بھی زیادہ حضور کی تکذیب واقع ہوئی، جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] عبدالحق محدث دہلوی۔ شیخ محقق : اشعۃ اللمعات سکھر ۱/۳۹۶

Marfat.com

نے میرے دل کی کیفیت کو دیکھا تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے میں حضرتِ حق جل شانہٗ کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔[1]

حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دلوں پر تصرّف کرنے کی یہ کتنی روشن دلیل ہے۔

دُوسری روایت

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو فضالہ بن عمر اللیثی نے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا ناپاک ارادہ کیا، جب وہ حضور صلّے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہُوا تو آپ نے فرمایا: تو فضالہ ہے؟ عرض کیا: ہاں یارسول اللہ! فضالہ ہُوں۔ حضور صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا سوچ رہے تھے؟ کہا: کچھ نہیں، میں تو اللہ تعالےٰ کا ذکر کر رہا تھا۔ حضور نے ہنس کر فرمایا: اللہ سے بخشش مانگ۔ پھر آپ نے دستِ اقدس فضالہ کے سینے پر رکھ دیا تو انھیں سکونِ قلبی مل گیا۔ حضرت فضالہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم کہ ابھی سرکار نے اپنا دستِ اقدس میرے سینے سے نہیں اٹھایا تھا کہ میری حالت یہ ہو گئی کہ

---

[1] مسلم بن حجاج قشیری، امام: صحیح مسلم شریف ۱/۲۷۳

پوری کائنات میں حضور سے بڑھ کر مجھے کوئی چیز زیادہ محبوب اور پیاری نہ تھی۔[1]

علاوہ ازیں اور بہت سی مثالیں ہیں جنہیں تھوڑے سے تتبّع اور تلاش کے بعد جمع کیا جا سکتا ہے۔

کلمہ "کُن" کے ساتھ تصرّف

حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ آپ نے کسی شخص کو فرمایا: کُن کَذَالِکَ (تو اسی طرح ہو جا) تو وہ اسی طرح ہو گیا، جیسے آپ نے فرمایا:

عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حکم بن ابی العاص محبوب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتا، جب نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو وہ نقل اتارتا تھا، ایک دن نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے (جلال میں آکر) اس سے فرمایا: کُن کَذَالِکَ (تو ایسا ہی ہو جا) پس اس کا چہرہ اسی طرح بگڑا رہا، یہاں تک کہ مر گیا۔ امام بیہقی، طبرانی، حاکم نے اسے روایت کیا ہے، اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔[2]

---

[1] (i) محمد سعید رمضان، البوطی، ڈاکٹر: فقہ السیرۃ دار الفکر بیروت ص ۳۶۳
(ii) عبد الملک بن ہشام، امام: سیرۃ نبویہ مع الروض الانف مطبوعہ ملتان ۲/۲۷۶

[2] عبد الرحمٰن بن ابی بکر، سیوطی، امام: خصائص کبریٰ فیصل آباد ۲/۷۹

Marfat.com

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک شخص آپ کے پیچھے اپنا منہ بگاڑ کر نقلیں اتارنے لگا حضور نے فرمایا: کَذٰلِکَ فَکُنْ (تو ایسا ہی ہو جا) (وہ بیہوش ہو کر گر پڑا) اس کے اہل خانہ اسے اٹھا کر گھر لے گئے، دو مہینے اسی طرح بیہوش رہا، پھر جب افاقہ ہُوا تو اس کا چہرہ بدستور اسی طرح بگڑا ہُوا تھا جیسے نقل اتارنے کے وقت تھا۔[1]

امام علامہ عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں:

حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں صحابہ کرام کے سامنے لفظ "کُن" سے بیانِ جواز کے لئے تصرف کیا کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اظہارِ معجزات میں مأذون تھے اور یہ معاملہ بھی اسی قبیل سے ہے، پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوذر ہو جا" تو وہ ابوذر تھے۔ اور کھجور کی شاخ کو فرمایا: کُنْ سَیْفًا (تلوار ہو جا)، تو وہ تلوار ہو گئی۔[2]

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں:

اے مخاطب! پھر تجھ پر تکوین وارد ہو گی جو بے غبار اور

---

[1] عبدالرحمن بن ابی بکر، سیوطی: خصائص کبریٰ فیصل آباد ۲/۹۰

[2] عبدالوہاب شعرانی، امام، علامہ: الیواقیت والجواہر مصطفے البابی مصر ۱/۱۴۷

Marfat.com

صریح اذن، سورج کی طرح واضح رہنمائیوں، ہر لذیذ سے زیادہ لذیذ اللہ تعالےٰ کے کلام اور نفس کے خیالات فاسدہ اور شیطان لعین کے وسوسوں سے پاک اور سچے الہام سے ہو گی جس میں کوئی اشتباہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا: اے ابن آدم! میں اللہ ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں کسی شے کو "کُن" فرماتا ہوں تو وہ معرض وجود میں آجاتی ہے تو میرا اطاعت شعار بندہ بن جا، پھر میں تجھے ایسا بنا دوں گا کہ تو جب کسی چیز کو "کُن" (ہو جا) کہے گا تو وہ موجود ہو جائیگی۔ اللہ تعالےٰ نے ایسا معاملہ بہت سے انبیاء کرام، اولیاء اُمت اور خواص بنی آدم سے کیا ہے۔[1]

علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بے شک حضرت آصف نے بعینہٖ عرش (تخت بلقیس) میں تصرف کیا اور اس کو اسکی جگہ سے معدوم کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اس طرح موجود کر دیا کہ سوائے اس شخص کے جو لمحہ بہ لمحہ خلق جدید کو پہچانتا ہے، کسی کو اس کا پتا نہ چل سکا اور اس کے وجود کا زمانہ بعینہٖ اس کے عدم کا زمانہ تھا۔ اور یہ سب کچھ ایک ہی آن میں تھا اور اس وقت آصف کا

---

[1] حضرت عبدالقادر جیلانی غوث اعظم: فتوح الغیب علی ہامش القلائد مقالہ ۱۶ ص ۳۱

Marfat.com

کہنا بعینہٖ ان کا فعل تھا کیونکہ مردِ کامل کا قول اللہ تعالےٰ کے قولِ "کُن" کے منزلہ میں ہوتا ہے[۱]

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بُوَد
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے تصرُّفات

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

سُنو! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہُوں، اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا۔ (ترمذی، دارمی)[۲]

اور یہ بھی حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور کہو کہ:

بے شک ہم آپ کو آپ کی اُمّت کے حق میں راضی کر دیں گے اور اے پیارے! ہم آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے[۳]

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں:

اللہ کی قسم! میں تو یہی دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی تمنّا پوری کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے[۴]

---

[۱] محمود آلوسی سید، علامہ: رُوح المعانی تہران ۱۹/۱۸۵
[۲] ابوعبداللہ محمد عبداللہ ولی الدین شیخ مشکوٰۃ شریف کراچی ص ۵۱۳
[۳] مسلم بن حجاج قشیری، امام: صحیح مسلم ۱/۱۱۳
[۴] ایضاً ۱/۴۷۳

Marfat.com

صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث میں حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں
کہ لوگ قیامت کے دن حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت
عیسیٰ علیہم السلام میں سے ہر ایک کے پاس باری باری حاضر ہوں گے
اور اُن سے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں شفاعت کے لئے درخواست کریں گے
تو ہر نبی جواب دے گا کہ میں اس کے لئے نہیں ہُوں۔ اور آخر کار لوگ
ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونگے،
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں کہوں گا کہ میں ہی اس (شفاعت کبریٰ) کے لئے ہُوں۔

اور یہ وُہ شفاعت کبریٰ ہے جو اللہ تعالےٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے مقدر فرمائی۔

ایک دُوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں جا کر عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالےٰ
مجھ پر ایسی تعریفیں اور اپنی بہترین ثناء القاء فرمائے گا کہ
مجھ سے قبل کسی پر منکشف نہیں کی۔ حکم دیا جائے گا اے
محمدؐ! سر اٹھاؤ مانگو (جو مانگو گے) دیا جائے گا، شفاعت
کیجئے، تمھاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں سر اٹھاؤنگا
اور عرض کروں گا اے میرے رب! میری اُمت (بخش
دے)۔ پس حکم ہوگا اے محمد! (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے

لے مسلم بن حجاج قشیری۔ امام صحیح مسلم ۱/۱۱۰

Marfat.com

ان اُمّتیوں کو جنّت کے دائیں دروازے سے داخل کرو جن
پر حساب نہیں ہے اور وُہ دوسرے دروازوں میں باقی
لوگوں کے ساتھ شریک ہیں [1]

اور حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میں نے اپنی دُعا چھپا رکھی ہے تاکہ قیامت کے دن اپنی
اُمّت کی شفاعت کروں اور یہ ان شاء اللہ تعالےٰ میرے
اس اُمّتی کے لئے ہوگی، جو اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ
کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا [2]

اور حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے
کھولنے کا حکم دُوں گا۔ خازن پُوچھے گا آپ کون ہیں؟ میں
کہوں گا محمد (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) پس وُہ فرشتہ
کہے گا مجھے آپ ہی کے لئے یہ دروازہ کھولنے کا حکم ہے آپ
سے پہلے میں اسے کسی کے لئے نہیں کھولوں گا [3]

ایک اور روایت میں ہے:

پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مُعیّن
کی جائے گی، پس میں انھیں آگ سے نکال کر جنّت

---

[1] مسلم بن حجاج قشیری، امام: صحیح مسلم ۱/ ۱۱۱
[2] ایضاً ۱/ ۱۱۳
[3] ایضاً ۱/ ۱۱۲

Marfat.com

میں داخل کردوں گا۔[1]

خلاصۂ کلام: یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے تصرفات کی ایک معمولی سی جھلک ہے، اور آپ کی سرداری کا اظہار قیامت کے دن ہوگا جہاں آپ کی قدرت اور تصرف اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک آپ کے مقام و مرتبے کا انکار کرنے والوں کو بھی مجالِ انکار نہیں ہوگی، اور یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی عطا ہے کہ اس نے اپنے محبوب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اِذن اور اختیار بخشا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام نبیوں کو خارقِ عادت بہت سے تصرُّفات کا اذن عطا فرمایا ہے۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام کا تصرُّف اور قدرت

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> جاننا چاہیئے کہ مخلوق پر حکمرانی کرنے والوں کے تین گروہ ہیں، ان میں سے تیسرا گروہ انبیاءِ کرام کا ہے اور یہ وُہ ہیں جنھیں اللہ تعالےٰ نے علوم و معارف عطا فرمائے ہیں کہ ان کے سبب وہ مخلوق کے باطن یعنی دِلوں اور رُوحوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے انھیں وُہ قدرت و اختیار بخشا ہے جس کے ذریعے مخلوق کے ظاہری احوال میں تصرّف کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور جب انبیاءِ کرام

---

[1] مسلم بن حجاج قشیری، امام: صحیح مسلم ۱/۱۵۹

Marfat.com

ان دونوں وصفوں کے جامع ہُوئے تو لامحالہ حاکم مطلق (اور اللہ تعالٰے کے نائب علی الاطلاق) قرار پائے[1]

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی لکھتے ہیں:

پھر میں نے دیکھا شیخ ابن عربی رحمہُ اللہ تعالٰے نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے یعنی یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوحِ مبارک اور جسمِ اقدس کی زیارت ناممکن نہیں کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام زندہ ہیں، وصال کے بعد ان کی رُوحیں لوٹا دی گئی ہیں۔ انھیں اپنی قبروں سے باہر نکلنے کا اذن دیا گیا ہے اور انھیں عالمِ بالا اور عالمِ زیریں میں تصرف کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اور ایک وقت میں کثیر لوگوں کا ان کو دیکھنا جائز اور ممکن ہے، اور اس میں کوئی مانع (رکاوٹ) نہیں ہے جیسے سُورج کو بیک وقت بے شمار لوگ دیکھتے ہیں[2]

علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

حضرت موسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام کے تھپڑ سے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی فقط آنکھ نکلی، اس کی وجہ یہ تھی کہ وُہ موت کے فرشتے تھے، ورنہ حضرت موسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام کے غضب ناک تھپڑ سے ساتوں

---

[1] فخر الدین رازی، علامہ: تفسیر کبیر ۱۳/ ۶۸ - ۶۷

[2] احمد بن حجر مکی، امام: فتاوٰی حدیثیہ مصطفٰے البابی مصر ص ۲۵۶

Marfat.com

آسمان ریزہ ریزہ ہو جاتے۔[1]

کرامات کے بارے میں مذاہب

علّامہ تفتازانی نے فرمایا:

جمہور مسلمانوں کا مذہب یہ ہے کہ اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور جائز ہے، اور اکثر معتزلہ اس کے منکر ہیں۔ استاذ ابواسحٰق بھی ان کے مذہب کے قریب رائے رکھتے ہیں۔ امام الحرمین نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ پھر جو جائز کہتے ان میں سے بعض کا مذہب یہ ہے کہ قصد اور اختیار سے کرامت کا واقع ہونا ناممکن ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ دعوے کے مطابق ہونا ناممکن ہے، یہاں تک کہ اگر کسی ولی نے دعوائے ولایت کیا اور خوارقِ عادات کا اعتقاد کیا تو جائز نہیں اور کرامت واقع نہیں ہوگی بلکہ بسا اوقات وُہ شخص مرتبۂ ولایت سے گر جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کرامات معجزہ کی جنس سے ہوں (جیسے سمندر کا چیرنا، لاٹھی کا سانپ بن جانا، مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ) تو ممتنع ہیں۔ وُہ کہتے ہیں اسی وجہ سے معجزہ اور کرامت میں فرق ہوتا ہے۔

امام رازی اپنا فیصلہ دیتے ہُوئے فرماتے ہیں کہ یہ تمام مذکورہ بالا مسالک درست نہیں، ہمارا پسندیدہ مسلک

---

[1] محمد انور شاہ کشمیری: فیض الباری مطبع حجازی، قاہرہ ۲/۶،۴

Marfat.com

یہ ہے کہ تمام قسم کے خوارقِ عادات بطور کرامت جائز ہیں۔ رہا کرامت و معجزہ میں فرق، تو وہ اس طرح ہو جاتا ہے کہ کرامت اس خرقِ عادت امر کو کہتے ہیں جو دعوائے نبوت سے خالی ہو۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ولی نبوّت کا دعویٰ کرے تو وہ اللہ تعالےٰ کا دشمن ہو جاتا ہے، اور کرامت کا مستحق نہیں رہتا، بلکہ اہانت اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا جاتا ہے[1]۔

نیز لکھتے ہیں:

ہاں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض معجزات کے بارے میں نص قطعی وارد ہوتی ہے، جیسے مثلاً اس پر نص قطعی ہے کہ قرآن کی مثل کوئی نہیں لا سکتا۔ اور وہ اس حکم کے منافی نہیں ہے کہ ہر وُہ چیز جو نبی کے لئے معجزہ ہو، جائز ہے کہ وُہ ولی کے لئے کرامت ہو[2]۔

اولیاءِ سابقین کی کرامتیں

علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں:

اولیاءِ کرام سے وقوعِ کرامت کے ثبوت کے لئے ہمارے پاس دو طریقے ہیں: پہلا طریقہ یہ ہے کہ نص سے ثابت ہے وُہ مثلاً حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت

---

[1] مسعود بن عمر تفتازانی، علامہ: شرح عقائد دارالمعارف نعمانیہ، لاہور ۲/۳۰۳

[2] ایضاً ۲/۳۰۳

Marfat.com

مریم علیہا السلام کا قصہ ہے ، اور یہ کہ جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوتے تو ان کے پاس رزق پاتے اور پوچھتے کہ اے مریم! یہ رزق تمہارے لئے کہاں سے آتا ہے؟ وہ جواب دیتیں کہ یہ رزق میرے رب کی طرف سے ہے ۔ اور اصحاب کہف کا واقعہ کہ وہ سالہا سال کھائے پیئے بغیر غار میں رہے ۔ اور حضرت آصف کا واقعہ کہ انھوں نے تخت بلقیس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دیا۔[1]

کراماتِ صحابہ

یوں تو صحابہ کی کرامات بے شمار ہیں مگر سب سے بڑی اور عظیم کرامت یہ ہے کہ انھوں نے ہر ممکن صورت سے دین کی نصرت و امداد کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی میں ثابت قدم رہے ۔ اس جگہ ہم صحابۂ کرام کی چند کرامات کا ذکر کریں گے ۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

کرامات کے ثبوت پر دلیل وہ آثار ہیں جو صحابہ ، تابعین اور تبع تابعین سے منقول ہیں ۔

حضرت ابوبکر کی کرامت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُم المومنین

---

[1] مسعود بن عمر تفتازانی ۔ علامہ : شرح عقاید دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۴-۲۰۳

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ یہ دو تمھارے بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ ام المومنین نے کہا کہ یہ محمد اور عبدالرحمٰن میرے دو بھائی تو ہوئے اور میری دو بہنیں کون سی ؟ کیونکہ اسماء کے سوا میری کوئی دوسری بہن نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا : حبیبہ بنت خارجہ کے شکم میں تمھاری دوسری بہن ہے۔ فرمایا کہ تحقیق میرے دل میں اللہ تعالےٰ نے یہ بات ڈال دی ہے کہ یہ لڑکی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا کہ آپ کی زوجہ محترمہ حبیبہ بنت خارجہ کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی جو ام کلثوم کے نام سے موسوم ہوئی۔

حضرت فاروق اعظم کی کرامت

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب خطبہ کے دوران میں آواز دی کہ اے ساریہ ! پہاڑ کی طرف توجہ کرو، پہاڑ کی طرف دھیان دو۔ تو اللہ تعالےٰ نے حضرت ساریہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کلام سُنا دیا (حالانکہ وُہ اس وقت تقریباً ڈیڑھ ہزار میل دُور مقامِ نہاوند میں تھے) اور عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دوسرا واقعہ دریائے نیل کی طرف آپ کا مراسلہ بھیجنا اور دریائے نیل کا خشک ہو جانے کے بعد جاری ہو جانا آپ کی بیّن کرامت ہے۔

Marfat.com

حضرت عثمان غنی کی کرامت

عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان کے پاس سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہُوا، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ باغیوں کے محاصرہ میں تھے پس آپ نے فرمایا: خوش آمدید میرے بھائی!، آپ نے بتایا کہ میں نے اس کھڑکی میں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے عثمان! ان لوگوں نے آپ کا محاصرہ کیا ہُوا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، یا رسول اللہ!۔ پھر فرمایا: کیا انھوں نے تمھیں پیاس میں مبتلا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ پس حضور نے میرے لئے پانی کا ایک ڈول لٹکایا اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ یہاں تک کہ میں اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں، اس کے بعد حضور فرمانے لگے: اے عثمان! اگر آپ چاہیں تو ان محاصرہ کرنے والوں کے خلاف تمھاری مدد کی جائے اور اگر چاہیں تو ہمارے پاس آکر افطاری کریں۔ پس میں نے حضور کے پاس افطاری کرنے کو پسند کیا اور اسی دن حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید کئے گئے۔[1]

---

[1] عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی، امام: حاوی للفتاوی دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۶۲

Marfat.com

ثبوتِ کرامت پر دلائل

کرامت کے ثبوت پر دلائل کا ذکر کرتے ہوئے علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

صحابۂ کرام، تابعین اور بعد کے صالحین کی کرامات کا ثبوت باعتبارِ معنی کے حدِ تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔ اگرچہ تفصیلات کا ثبوت خبرِ واحد کے طور پر ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے نہاوند میں اپنے لشکر کو دیکھ لیا اور یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اے ساریہ، پہاڑ کی طرف توجہ کرو، پہاڑ کی طرف دھیان دو۔ اور حضرت ساریہ نے یہ سن لیا۔ اور جیسا کہ حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زہر پی لینا اور زہر کا آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچانا آپ کی روشن کرامت ہے۔ اور حضرت علی کی کرامات تو اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کراماتِ اولیاء کا ظہور قریب قریب اتنا ہے کہ شہرت میں معجزاتِ انبیاء کے قریب ہے اور اس کا انکار مبتدعین اور اہلِ اہوا سے کوئی نئی بات نہیں، کیونکہ اُنھوں نے اس کا وقوع نہ کبھی اپنی ذات سے ہوتے دیکھا ہے اور نہ ہی اُنھوں نے کبھی یہ سُنا ہے کہ ان کے سرداروں سے کرامت کا ظہور ہُوا ہو جن کے بارے میں وُہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ وُہ بھی امورِ عبادات میں اجتہاد کرنے اور برائیوں سے اجتناب کرنے کی وجہ سے کسی مقام اور مرتبہ پہ پہنچے ہوئے

Marfat.com

ہیں پس یہ لوگ اصحاب کرامات اولیاء اللہ کے حق میں طعن و تشنیع اور برائی میں پڑ گئے۔ ان کے بخئے ادھیڑنے اور غیبت کرنے لگے رہتے ہیں اور اولیاء کرام کو جاہلوں اور جعلی صوفیوں کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ان کو مبتدعین افراد کے زمرے میں شمار کرتے ہیں۔[1]

خبردار! اے اولیاء کرام کا انکار کرنے سے بچنا! اس لئے کہ یہ زہر قاتل ہے، اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین!

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

علماء و مشائخ عارفین اور نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وارث ائمہ فرماتے ہیں کہ ولیوں کی عظمت و کرامت کے منکر پر پہلی پھٹکار تو یہ پڑتی ہے کہ وہ ان نفوس قدسیہ کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ اولیاء کرام کے منکر پر سوء خاتمہ کا خوف ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین![2]

شیخین کی کرامت

امام ابو سعید عبدالملک ابن ابی عثمان سے روایت ہے:

ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے یہ روایت

---

[1] مسعود بن عمر تفتازانی، علامہ: شرح عقائد ۲/۲۰۴

[2] محمد امین بن عابدین شامی، سید: رسائل ابن عابدین (طبع لاہور) ۲/۳۱۷

Marfat.com

پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالے تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا تو نور کے دو منبر لائے جائیں گے، ایک عرش کی دائیں طرف رکھ دیا جائیگا اور دوسرا بائیں جانب، ان پر دو شخص بیٹھ جائیں گے بس وہ جو عرش کی دائیں جانب ہوگا منادی کرے گا کہ اے گروہِ خلائق جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جس نے مجھے ابھی تک نہیں پہچانا تو اسے جان لینا چاہیئے کہ میں رضوان جنت کا خازن ہوں بیشک اللہ تعالے نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں جنت کی چابیاں ابوبکر اور عمر کے سپرد کر دوں تاکہ یہ دونوں اپنے چاہنے والوں کو جنت میں داخل کریں، خبردار گواہ ہو جاؤ۔

پھر عرش کی بائیں طرف والا فرشتہ منادی کرے گا اے گروہِ خلائق! جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں مالک دوزخ کا داروغہ ہوں، بیشک اللہ تعالے نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں دوزخ کی چابیاں حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے سپرد کر دوں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہ چابیاں ابوبکر و عمر کے سپرد کر دوں تاکہ وہ ان لوگوں کو دوزخ میں داخل کریں جو ان دونوں سے بغض رکھتے تھے۔ سنو! گواہ رہنا[1]

---

[1] ابوسعید عبدالملک، امام: شرف النبی مکتبہ تہران، ایران ص ۲۹۶-۲۹۷

Marfat.com

ضروری وضاحت

اور یہ امام ابو سعید نیشاپوری وہ شخصیت ہیں جن سے جلیل القدر ائمہ حدیث نے روایتیں لی ہیں، جیسے حافظ حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری، ابو محمد الحسن، ابن محمد الخلال، ابوالقاسم الازھری اور ابوالقاسم التنوخی وغیرہم۔[1]

اور خاتمۃ المحققین علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے رسائل ابن عابدین میں امام ابو سعید کی کتاب "شرف النبی" سے یہ روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں:

اور ابو سعید نے شرف النبوۃ میں عبدالعزیز سے اپنی سند مرفوع کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور میرے اہل بیت کی مثال اس طرح ہے جیسے جنت میں ایک درخت ہو اور اس کی شاخیں دُنیا میں پھیلی ہُوئی ہوں، جس نے شاخوں کو تھام لیا اس نے اللہ تعالےٰ کی طرف راستہ پا یا۔[2]

امام ابو سعید مُلّا (عمر بن محمد) نے اپنی سیرت میں، امام دیلمی اور ان کے بیٹے نے حضرات عمران ابن حصین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] محمد روشن — پیش گفتار شرف النبی — ص ۱۵

[2] سید محمد امین ابن عابدین شامی — رسائل ابن عابدین — ۱/۴

Marfat.com

نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے اہلبیت میں سے
کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرنا اور اللہ تعالےٰ نے میری اس
دُعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا ہے [1]

ہم پُوچھتے ہیں کہ کیا کراماتِ صحابہ کے کسی منکر کے لئے یہ جائز ہے کہ وُہ اپنی زبان درازی سے امام ابُوسعید عبدالملک جیسے جلیل القدر مُحدّث کی روایت کردہ حدیث پر موضوع ہونے کا حکم لگائے، جیساکہ احسان الٰہی ظہیر نے کیا ہے [2]

نہیں بخدا! بلکہ یہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حدیث کے خلاف ایک قبیح جسارت ہے اور انکارِ حدیث کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے، جو شخص ان محوّلہ بالا حدیثوں کو موضوع قرار دیتا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وُہ اپنے اس دعوٰی پر فنِ حدیث کے ثقہ اور ماہرین ائمہ حدیث کا کوئی حوالہ پیش کرے مگر وُہ ایسا کبھی نہیں کر سکے گا۔

علامہ ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

دارقطنی کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
ان چھ افراد سے جنھیں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجلس
شورٰی کے لئے منتخب کیا تھا، ایک طویل گفتگو فرمائی،
ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ میں تمھیں اللہ تعالےٰ کی قسم
دے کر پوچھتا ہُوں کہ کیا تم میں میرے سوا کوئی شخص ہے جسے

---

[1] سیّد محمد امین ابن عابدین شامی : رسائل ابن عابدین ۱/۵

[2] احسان الٰہی ظہیر البریلویۃ ص ۷۰

Marfat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اے علی! قیامت کے دن میرے علاوہ تو جنّت و دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہو گا' انہوں نے کہا خدا گواہ ہے کہ آپ کے علاوہ کسی کو یہ نہیں فرمایا۔ اور اسی حدیث کا مفہوم عنترہ نے حضرت علی رضا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تو قیامت کے دن جنّت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہو گا، دوزخ کہے گی یہ میرے لئے ہے اور یہ آپ کے لئے۔

ابن سماک روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ پُل صراط سے وہی گزر سکے گا جس کو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ گزرنے کا پاس لکھ کر دیں گے۔[1]

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اصحابِ صحاح اور ائمۂ حدیث نے وُہ حدیثیں روایت کی ہیں جن میں حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو مستقبل کی خبریں دی ہیں، جیسے یہ وعدہ کہ انھیں دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو گا (یہاں تک کہ فرمایا) اور یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شہید کئے جائیں گے اور قوم کا بدبخت ترین

---

[1] احمد ابن حجر مکی، امام محدث: صواعقِ محرقہ مکتبہ قاہرہ، مصر ص ۷۰

Marfat.com

شخص ان کے سرِ اقدس کے خُون سے ان کی داڑھی مبارک کو رنگے گا۔ اور اس بات کی خبر کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دوزخ کو تقسیم کرنے والے ہیں، اپنے دوستوں کو جنّت میں داخل کریں گے اور دشمنوں کو دوزخ میں [1]

علامہ شہاب الدّین احمد خفاجی رحمہُ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:

ابنِ اثیر نہایہ میں لکھتے ہیں کہ سُنو! بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا: میں آگ کا تقسیم کرنے والا ہُوں۔ یعنی اُن کی مراد یہ ہے کہ لوگوں کے دو گروہ ہیں، ایک گروہ میرے ساتھ ہے اور وہ راہِ ہدایت پر ہے، اور ایک گروہ میرا مخالف ہے اور وُہ گمراہ ہے۔ پس آدھے لوگ میرے ساتھ جنت میں جائیں گے اور آدھے جو میرے مخالف ہیں دوزخ میں جائیں گے۔

میں (احمد خفاجی) کہتا ہُوں ابنِ اثیر ثقہ ہے، اور جو کچھ حضرت علی نے بیان کیا ہے وُہ اپنی رائے سے نہیں کہا جا سکتا لہٰذا وُہ مرفوع کے حکم میں ہے اس لئے کہ اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔ [2]

امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:

شاذان فضلی نے حضرت علی کا یہ قول ایک رسالہ "ردِّ شمس"

---

[1] قاضی عیاض مالکی، امام: شفا فاروقی کتب خانہ ملتان ۱/۲۲۳

[2] احمد خفاجی شہاب الدین، علامہ: نسیم الریاض مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ ۳/۱۶۳

Marfat.com

میں روایت کیا ہے[1]

لہٰذا جو شخص ائمہ ثقات کا کوئی حوالہ دیئے بغیر بلا دلیل اس روایت کو موضوع کہتا ہے، جیسے کہ احسان الٰہی ظہیر نے کہا ہے تو اس کی بات قابلِ توجہ نہیں ہے، اس کی طرف کان نہیں دھرنے چاہئیں۔

سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی بیان کرتے ہیں کہ:

تمام اُمّتِ مسلمہ سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ اور آپ کی اولادِ پاک کا مشائخ عظام اور پیرانِ کرام کی طرح احترام کرتی ہے اور اُمّتِ مسلمہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ امورِ تکوینیہ ان سے متعلق ہیں اور ان کے نام کی فاتحہ دلوانا، نذریں ماننا، صدقات و خیرات کرنا لوگوں کا معمول اور رواج ہے، جیسا کہ یہ معاملہ اولیاء کرام کے لئے جاری ہے[2]

اُمّتِ محمدیہ کے ولیوں کی کرامتیں

اس سے پہلے آصف بن برخیا کی کرامت کا ذکر گزر چکا ہے کہ انھوں نے تختِ بلقیس کو مقامِ "سبا" سے آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر دربارِ سلیمانی میں پیش کر دیا تھا۔ ارشادِ ربّانی ہے:

اور جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا اس نے سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ کے پلک جھپکانے سے پہلے اس

---

[1] احمد رضا قادری، بریلوی: الامن والعلیٰ کامیاب دارالتبلیغ لاہور ص ۵۹

[2] عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ: تحفہ اثنا عشریہ فارسی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

Marfat.com

تخت کو آپ کی خدمت میں لا سکتا ہوں[1]

غور کیجئے، یہ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُمت کے ایک ولی تھے لیکن ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اُمت کے اولیاء کرام کی طاقت و ہمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ وہ اُمت جس کے بارے میں خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ[2]

ترجمہ: اے مسلمانو! تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے سامنے پیش کی گئی۔

اور اُمت مصطفویہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام کے اولیاء کی کرامات اتنی کثیر ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے اور بالخصوص حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کرامات جن کے بارے میں ابو الحسن ندوی لکھتے ہیں:

سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کثیر الکرامات ہونے پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ شیخ الاسلام عز الدین ابن عبد السلام اور ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کرامات حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں[3]

---

[1] القرآن ۲۷/۴۰

[2] القرآن ۳/۱۱۰

[3] ابو الحسن علی ندوی تاریخ دعوت و عزیمت اردو مکتبہ مجلس نشریات اسلام کراچی ۱/۲۵۸

Marfat.com

امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دربارِ غوثیت میں خراجِ عقیدت

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کی عظمت اور آپ کے ارشاد قدمی ھذہ کی وسعت وہمہ گیری کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قرب وولایت کا مرکزی مقام ائمہ اہلبیت سے منتقل ہو کر جب حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا تو یہ مقام آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ آپ کے اور ائمہ اہلبیت کے درمیان کوئی اور شخص اس مقام پر فائز نہ ہوا۔ پس قربِ ولایت کی راہ میں اقطاب اور نجبا سب کو آپ ہی کے توسط سے فیض حاصل ہوتا رہا، کیونکہ یہ مرکزیت آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ترجمہ: پہلوں کے آفتاب غروب ہو گئے مگر ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے اُفق پر چمکتا رہے گا۔

حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالےٰ اس شعر کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"شمس" سے مراد فیضانِ رُشد وہدایت ہے، اور "اُفول" (غروب ہونے) سے مراد اس فیضان کا ختم ہو جانا ہے، اور یہ معاملہ (سلسلۂ فیض رسانی) جو کہ اوّلاً پہلوں سے

Marfat.com

متعلق تھا، جب غوث اعظم رضی اللہ عنہ اس منصب پر فائز ہُوئے تو آپ سے متعلق ہو گیا اور آپ رُشد و ہدایت کے وصول کا ذریعہ بن گئے، جیسا کہ آپ سے پہلے آپ کے پیش رو ذریعۂ رُشد و ہدایت رہے، اور نیز جب تک یہ ذریعہ فیض جاری رہے گا تو آپ ہی کے وسیلہ اور ذریعہ سے فیض حاصل ہوتا رہے گا، لہٰذا آپ کا یہ فرمان بجا اور درست ہے کہ پہلوں کے آفتاب غروب ہو گئے (آخر تک)[1]

یہ بھی فرماتے ہیں:

مجدّد الف ثانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے اس مقام میں نائب ہیں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی نیابت سے مجھے یہ مقام ملا ہے، جیسے کہ کہا جاتا ہے "چاند کا نور آفتاب کے نُور سے مستفاد ہے"۔[2]

مشہور اعتراض

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ پر ایک اعتراض جسے بہت اہمیت دی جاتی ہے قصیدہ غوثیہ کے حوالہ سے کیا جاتا ہے کہ اس میں بعض ایسے امور کی نسبت حضرت شیخ کی طرف کی گئی ہے جو صرف اللہ تعالٰے کے شایانِ شان ہیں۔ نیز مکذبین حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰے عنہ پر یہ اعتراض

---

[1] احمد سرہندی مجدد الف ثانی مکتوبات فارسی ترکی مکتوب نمبر ۱۲۳ ۲/۵۸۵

[2] ایضاً

Marfat.com

کرتے ہیں کہ آپ نے عجز و تواضع کے خلاف یہ کہا ہے:

(۱) اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اقطاب پر حکمران بنایا اور میرا حکم ہر حال میں نافذ ہے۔

(۲) اے میرے مرید! تو کسی چغل خور سخن چین اور اس کی شرارتوں سے نہ ڈر، کیونکہ میں جنگ کے وقت ثابت قدم، قاتلِ دشمن ہوں۔

(۳) آسمان اور زمین میں میرے نام کے ڈنکے بجتے ہیں اور میرے نقیبِ سعادت ظاہر ہو رہے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں جو میری حکومت کے ماتحت ہیں اور میرے اوقات میرے دل کے لئے صاف اور شفاف ہیں۔

(۵) میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا تو وہ سب ایسے تھے جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔

(۶) میں جیلان کا رہنے والا ہوں۔ محی الدین میرا لقب ہے اور میری رفعت و بلندی کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔[1]

قصیدہ غوثیہ کی صحتِ انتساب پر دلائل و شواہد

مکذبین کے اس اعتراض کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ اس

---

[1] الظہیر البریلویۃ ص ۷۲

Marfat.com

کی صحت و درستی پر یہی کہنا کافی ہے کہ اس کی شہرت مشرق و مغرب میں بلا نکار مسلّمہ ہے، اور یہ قصیدہ بہجۃ الاسرار کے حاشیہ پر مصر میں طبع ہو چکا ہے۔ ایران، پاکستان اور ہندوستان وغیرہ ممالک میں بار بار شائع ہونا اور بہت سے جلیل القدر فضلاء کا اس کی شرحیں اور حاشیے لکھنا اس کی واضح دلیل ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں:

> اور اسی وجہ سے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے کلمات ارشاد فرمائے جن سے عظمت و فخر کا اظہار ہوتا ہے اور آپ سے تسخیر عالم کا ظہور ہوا۔[1]

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سیدی زرّوق کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

> حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قصیدۂ غوثیہ کی طرز پر سیدی زرّوق رحمہ اللہ تعالےٰ نے بھی قصیدہ لکھا ہے۔[2]

منکرین کی یہ تکذیب دراصل سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف لوٹتی ہے نہ کہ کسی اور کی طرف۔ اور یہ ایسی جسارت ہے جو قابلِ معافی نہیں ہے، اور بلاشبہہ حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصریح فرمادی ہے کہ مجھے یہ تمام فضائل و کمالات اللہ تعالےٰ کے اذن اور قدرت کاملہ سے حاصل ہوئے ہیں تو پھر اس میں شرک کا کون سا شائبہ ہے؟

---

[1] ولی اللہ محدث دہلوی: ہمعات فارسی حیدر آباد ص ۸۴-۸۳

[2] عبدالعزیز محدث دہلوی: بستان المحدثین کراچی ص ۳۲۲

Marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہُوئے لکھتے ہیں (اصل عبارت فارسی میں ہے اس کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے) :

اصحابِ طریقت اور اولیائے اُمّت میں سے طریقِ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخصیت نے اس نسبت (یعنی نسبتِ اویسیہ) کی اصل کو اکمل اور اتم طریقہ سے حاصل کیا وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں، اسی لئے کہتے ہیں کہ آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ مزارِ اقدس میں زندوں کی طرح تصرّف کرتے ہیں[1]

نیز لکھتے ہیں کہ :

حضراتِ نقشبندیہ کے عجیب تصرّفات ہیں، مثلاً کسی مراد کی طرف توجہ کی تو وُہ پُوری ہو گئی اور طالبِ سلوک کے دل میں تاثیر کرنا، بیمار کی بیماری کو دُور کر دینا. اور گنہگار کو توبہ کا شوق عطا کرنا، لوگوں کے دلوں میں تصرّف کرنا یہاں تک کہ وُہ محبّت و تعظیم کرنے لگتے ہیں، اور اُن کی عقلوں میں تصرّف کرنا یہاں تک کہ ان میں عظیم واقعات نقش ہو جاتے ہیں، اور اسی طرح زندوں اور اہلِ قبور میں سے اہل اللہ کی نسبت پر آگاہ ہو جانا اور لوگوں کے قلبی خطرات اور خیالات پر مطلع ہونا، مستقبل کے واقعات کو پیشگی ظاہر کر دینا، اور

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی : ہمعات حیدر آباد ص ۶۱

Marfat.com

نازل ہونے والے مصائب و بلیات کو دفع کر دینا وغیرہ[1]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سید میر ابو العلیٰ اکبر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

میر سید ابو العلیٰ ایک دن حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزارِ پُر انوار کی طرف متوجہ تھے کہ اسی اثنا میں اُنھوں نے قبرِ انور سے آواز سُنی (بیان کیا گیا ہے کہ میر ابو العلیٰ کے اہلِ خانہ نے ان کے فرزند نور علی کے عارضۂ علالت کے سبب ایک روپیہ اور ایک چادر بطور نیاز مزارِ خواجہ پر بھجوائی تھی حضرت میر کو اس کی اطلاع نہیں تھی) کہ تمھارے فرزند کی صحت کے لئے تمھارے گھر سے یہ کچھ نیاز آئی ہے اور اہلِ خانہ نے دوسرے فرزند کے لئے بھی التجا کی ہے، نیاز قبول اور التجا مبذول ہے۔[2]

بعض مُبتَدِعین نے اہلسنّت کے عقائد کے بارے میں لکھا ہے:

پس اس قوم (اہلسنّت) کے عقائد انبیاء و مرسلین اور اولیاء صالحین کے بارے میں وہی ہیں جو یہود و نصاریٰ کے حضرت مسیح، حضرت عزیر، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہم السلام کے بارے میں تھے اور یہ (اہل سنت) اسی طرح کا عقیدہ رکھتے ہیں جیسے کہ پہلے زمانے کے مشرکین اور بُت پرست

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: القول الجمیل کراچی ص ۳ ـ ۲

[2] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: انفاس العارفین فارسی ملتان ص ۲

لات، عُزّیٰ، منات، یغوث، یعوق اور نسر وغیرہ کے بارے میں رکھتے تھے کہ انھوں نے ان کو اللہ تعالےٰ کا شریک بنا ڈالا تھا۔[1]

حضرات قارئین! آپ نے دیکھا کہ اس شخص نے اہلِ سُنّت کے حق میں اپنی ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی میں کون سی گالی کو چھوڑا ہے جو باقی رہ گئی ہو! لیکن ہم نہایت شائستگی سے پُوچھتے ہیں کہ کیا کوئی لامذہبی غیر مقلّد اسی قسم کا فتویٰ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی پر چسپاں کرنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ کیونکہ شاہ ولی اللہ صاحب ہمعات، قولِ جمیل، انفاس العارفین میں وُہ سب کچھ لکھ گئے ہیں جو اس قائل کے نزدیک جاہلیت کا شرک ہے۔ اب دو ہی صُورتیں ہیں، یا تو یہ غیر مقلّدین شاہ ولی اللہ صاحب پر شرک کا فتویٰ لگا کر خود بھی سب مشرک ہو بیٹھیں، کیونکہ وُہ انھیں اپنا امام و مقتدا مانتے ہیں، اور اگر ان پر شرک کا فتویٰ جاری نہیں کرتے اور انھیں مومن اور موحّد سمجھتے ہیں تو پھر ہم پُوچھتے ہیں آخر کیا فرق ہے کہ جمہور اہلسنّت تو آپ کے نزدیک مشرک قرار پائیں اور جب وہی اعتقادات آپ کے امام و پیشوا کے ہوں تو وُہ بدستور مومن موحّد کہلائیں، آخر اس فرق کی وجہ کیا ہے؟

برکاتِ ابدال

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہُوئے

---

[1] ظہیر البریلویۃ ص ۷۵-۷۴

سُنا کہ ابدال شام میں ہوں گے اور وُہ چالیس مرد ہیں، ان میں سے جب بھی کوئی فوت ہو جائے گا تو اللہ تعالےٰ اس کی بجائے دوسرا مقرر فرما دے گا، ان کے وسیلے سے بارش برسائی جائے گی اور ان کے وسیلے سے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح دی جائے گی اور ان کی بدولت اہلِ شام سے عذاب دُور کیا جائے گا۔ (رواہ احمد)[1]

دُوسری روایت

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں تین سو ابدال ہیں، ان کے قلوب حضرت آدم علیہ السلام کے قلب اطہر پر ڈھالے گئے ہیں (یہاں تک کہ فرمایا) اور جب ان تین سو میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی جگہ لوگوں میں سے کسی اور کو مقرر فرما دیتا ہے، ان کے وسیلے سے اللہ تعالےٰ جلاتا مارتا ہے، کھیتیاں اُگاتا اور مصائب دُور کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود سے پُوچھا گیا کہ ان کے وسیلہ سے کیسے زندہ کرتا اور مارتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ وُہ ابدال اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں کہ اُمت میں کثرت فرما، تو اللہ تعالیٰ اُمت کو کثیر فرما دیتا ہے

---

[1] محمد بن عبداللہ، ولی الدین خطیب: مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۸۳

اور وہ جابروں کے خلاف اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتے ہیں
تو انھیں ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ بارش مانگتے ہیں تو
بارش برسادی جاتی ہے، اور وہ فصلوں اور باغوں کے
اُگانے کی درخواست کرتے ہیں تو وہ زمین سے اگادی جاتی
ہے، اور مصیبتوں کے وقت دُعا کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ
ان کے وسیلہ سے ہر قسم کی مصیبتیں دُور کر دیتا ہے۔[1]

(ابنِ عساکر)

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے وسیلہ سے اہلِ زمین کی مصیبتوں کو دُور فرمادیتا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ ان میں ابدال ہیں جن کے وسیلہ سے تمھیں مدد دی جاتی ہے اور ان کی بدولت تمھیں رزق دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے انھی (ابدال) کے وسیلہ سے تمھاری دستگیری کی جاتی ہے اور انھی کی وجہ سے تمھیں رزق دیا جاتا ہے اور انھی کے وسیلہ سے تم پہ بارش برسائی جاتی ہے۔[2]

ابدال کے اوصاف اور ان کی پہچان

علامہ شامی فرماتے ہیں:

حضرت معاذ ابن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین خصلتیں جس میں پائی جائیں

---

[1] عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی: الحاوی للفتاوٰی ۲/۲۴۷

[2] ایضاً ۲/۲۴۸ - ۲۲۰

Marfat.com

وہ ابدال میں سے ہے، اور ابدال وہ ہیں جن کی وجہ سے دُنیا اور اہل دُنیا قائم ہیں، اور وہ تین خصلتیں یہ ہیں:

(۱) اللہ تعالےٰ کی رضا کا طلبگار رہونا۔

(۲) اللہ تعالےٰ کی حرام کردہ چیزوں سے باز رہنا۔

(۳) اللہ تعالےٰ کے لئے غضبناک ہونا۔[۱]

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

انبیاء کرام اور مومنین کے لئے اللہ تعالےٰ کے ذمۂ کرم پر حق ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اپنی رحمت اور کلماتِ تامہ کے ساتھ سچا وعدہ فرمایا ہے کہ ان کی مدد ونصرت فرمائیگا اور انھیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا، اور ان پر اپنا خصوصی فضل وانعام فرمائے گا، اور انھیں عذاب نہیں دے گا۔ اور یہ حضرات اللہ تعالےٰ کے نزدیک وجیہ و باوقار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت اور دُعا کو قبول فرمائے گا، اور اُن کی دُعاؤں کو بارگاہِ خداوندی میں وُہ مقبولیت حاصل ہے جو کسی اور کی دُعا کو حاصل نہیں۔[۲]

آخری بات

آخری بات یہ ہے کہ اہلسنّت وجماعت اور امام احمد رضا قدس سرہٗ

---

[۱] محمد امین ابن عابدین شامی: رسائل ابن عابدین ۲/۲۷۴

[۲] ابن تیمیہ الحرانی الحنبلی، علامہ: اقتضاء الصراط المستقیم مکتبہ سلفیہ لاہور ص ۴۱۰

Marfat.com

کا شانِ انبیاء کرام اور اولیاء اُمّت کے بارے میں یہ وہ عقیدہ و مسلک ہے جو بیان ہُوا، اس گفتگو کی ابتدا میں بیان کیا جا چکا ہے کہ خلق اور ایجاد اللہ تعالےٰ کے ساتھ مختص ہے اور بندے کے لائق صرف کسب اور صرفِ ہمت ہے اور بندہ ہرگز خالق نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اہلِ سنت و جماعت انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام سے صرف دُعا کی درخواست کرتے ہیں اور کامیابی و حاجت برآری کے لئے قصد اور صرفِ ہمّت و توجّہ کے طلبگار ہوتے ہیں اور حاجتیں پُوری کرنے والا حقیقت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی حاجت روا نہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص اہلِ سنت و جماعت پر شرک اکبر کے فتووں کی بوچھاڑ کرتا ہے تو وہ خود مشرک اور جاہل ہے۔ دراصل وہ ایمان و اسلام کی حقیقت کو جانتا ہی نہیں ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان اور صراطِ مستقیم پر قائم و دائم رکھے آمین

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ و خیر خلقہٖ محمّدٍ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و اولیاءِ اُمّتہٖ اجمعین۔

Marfat.com

جامع شریعت و طریقت، منبع حقیقت و معرفت
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی

ایمان افروز تقریظ

برکتاب مبارک "انوار التمجید فی ادلۃ التوحید" از حضرت عارف باللہ مولانا محمد انوار اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سابق مدیر المہام امور مذہبی حیدر آباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و نصلی علیٰ سیدنا محمد النبی الکریم

فقیر اول سے آخر تک اس کتاب کے مضمون پر آگاہ ہوا، اسے انتہائی درجہ پسند کیا اور خوش ہوا۔ درحقیقت یہ سچے طالبوں کے لئے ہدایت اور ان ناتجربہ کار اور ناواقف افراد کے لئے تنبیہ ہے جو شریعت و طریقت کو الگ الگ سمجھتے ہیں اور محققین کے مذہب کے برعکس ان کو لازم و ملزوم نہیں سمجھتے۔

حالانکہ اہلِ حق کا مذہب اور مشاہدہ یہ ہے کہ ایمان کی دو جزئیں ہیں:

(۱) زبان سے اقرار: جب مومن نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرلیا، اپنے تمام ظاہری اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کا اس طرح تابع بنا لیا کہ اپنی ظاہری گردن کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے پٹے سے بال برابر بھی باہر نہیں نکالا تو اس کی زبان کا اقرار سچا ہوگیا، اور شریعت مبارکہ کے مطابق وہ مومن اور مسلمان ہوگیا۔

(۲) اس کے باوجود ابھی اس سے دل کی تصدیق واقع نہیں ہوئی یہاں تک کہ وُہ ظاہری اطاعت سے ترقی کرکے اپنے دل کو ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ احکام کا فرمانبردار بنالے اور اپنی تمام خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں فنا کردے اور اپنے دل کی خواہشات کو مکمل طور پر ترک کرکے اپنے باطن کو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور تسلیم کے سپرد کردے اس وقت اس کے دل کی تصدیق سچی ہُوئی۔ کامل ایمان حاصل ہوا اور وہ مقامِ طریقت میں پہنچ گیا ہے۔

پہلا مرتبہ شریعت ہے اور دُوسرا مرتبہ طریقت، ان میں سے کوئی مرتبہ بھی دُوسرے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا، حدیث شریف اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہی ہے) کی مراد یہی دل کی تصدیق ہے۔

مؤلف (مولانا انوار اللہ خاں حیدر آبادی) کی بھلائی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ انھوں نے اسی حدیث شریف کی بہترین انداز میں جامع شرح کی ہے اور قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور احادیثِ شریفہ بطور سند پیش کی ہیں۔ اس کتاب میں کسی نکتہ چینی کی گنجائش نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب شریعت اور طریقت کے لئے انوارُ اللہ ہے (اللہ تعالیٰ کے انوار ہیں) جو شخص انوار کی روشنی میں راہِ سلوک اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ کی تائید سے منزلِ مقصود تک پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ رشد وہدایت دینے والا ہے، امداد اور درستی اسی کی طرف سے ہے۔

تحریر امداد اللہ چشتی مہاجر مکہ (رحمہ اللہ تعالیٰ)

مُہر | محمد امداد اللہ فاروقی |

Marfat.com

المعجزة وكرامات الأولياء

تاليف

محمد عبد الحكيم شرف

اكادمية رضا لاهور پاكستان

Marfat.com

١٤١٠هـ/١٩٨٩م

الثمن : ١٠/٠٠ روبيات

Marfat.com

الفهرس

الاختيار الانسانى ٥
الخلق والكسب ٥
اقسام الخوارق ٦
معجزات سيدنا عيسى عليه السلام ٨
ملائكة الموت ٨
الملائكة المدبرة ٨
وهب جبرئيل عليه السلام غلاما ٩
اعجاز النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وتصرفه واختياره ١٢
اربعة وزراء ١٣
ايتاء المقاليد ١٣
سيادته صلى الله تعالى عليه وسلم ١٦
التصرف فى الباطن ١٩
التصرف بكلمة كن ٢١
تصرفه صلى الله تعالى عليه وسلم يوم القيامة ٢٣
قدرة الانبياء عليهم السلام وتصرفهم ٢٥
مذاهب فى الكرامات ٢٦
كرامة الاولياء السابقين ٢٧
كرامة الصحابة رضى الله تعالى عنهم ٢٨
مفاتيح الجنة بيد الشيخين ٣٠
ان عليا قسيم النار ٣٢
كرامات اولياء هذه الامة ٣٤
بركات الابدال ٣٨

Marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى اعطى كل شئ خلقه ثم هدى ، وهو المتصرف الحقيقى فى الكون، والصلوة والسلام على خير خلقه وسيد رسله الذى ايده بالمعجزات الباهرة والحجج القاهرة وعلى آله واصحابه واولياء امته ذوى البركات والكرامات السامية .

الاختيار الانسانى

فى الافعال الاختيارية للعباد مذاهب مختلفة ، منها هذه الثلاثة المعروفة :

١ـ قالت المعتزلة ان العبد خالق لافعاله الاختيارية

٢ـ الجبرية ذهبوا الى انها بمحض خلق الله تعالى، لامدخل للعباد فيها ولا اختيار ، والعبد بمنزلة الجماد .

٣ـ ذهب الشيخ ابوالحسن الاشعرى، امام اهل السنة الى ان فعل العبد مخلوق لله تعالى وللعبد قدرة موهوبة من الله تعالى اذا صرفها الى الفعل خلق الله تعالى ذلك الفعل، فالله تعالى خالقه والعبد كاسبه[1] .

الخلق والكسب

العلامة التفتازانى كشف القناع عن الفرق بين الخلق والكسب بقوله :

١ـ عبدالعزيز البرهاروى ، العلامة : النبراس (الشاه عبدالحق المحدث الدهلوى اكادمى ، بنديال) ص ٧٢

Marfat.com

ان صرف العبد قدرتـه وارادته الى الفعل كسب ، وايجاد الله تعالى الفعل عقيب ذلك خلق ، والمقدور الواحد داخل تحت القدرتين ، لكن بجهتين مختلفتين فالفعل مقدور الله تعالى بجهة الايجاد ومقدور العبد بجهة الكسب[١] .

فان توهم احد ان هذا شرك ، فان الله تعالى قادر والعبد ايضا قـادر فنقول : ان الفرق بين القدرتين ظاهر مع ان قـدرة العبد من عطاء الله تعالى وخلقه فكيف الاشراك ؟ وهكذا لو قال احد يلزم ان يكون الله تعـالى معطلا ، معزولا عند تسليم قدرة الانسان واختيـاره لم يصلح لان يلتفت اليه ، لانـا لو انكرنا قدرة الانسان رأسا يلزمنا اختيار مذهب الجبرية والقول بـان الانسان جماد محض .

اقسام الخوارق

يصدر من الانسان افعـال كثيرة عادية وبعض منهـا تكون على خلاف العـادة وتسمى خوارق ، وهي على انحـاء وعلى يـد اى مدع تظهر الخوارق ؟ فصله الامام الرازى حيث قال :

١ـ ادعاء الالهية وجوز اصحابنـا ظهور خوارق العـادات على يده من غير معـارضة ، كما نقل ان فرعون كان يدعى الالهيـة وكانت تظهر خوارق العـادات على يده وكما نقل ذلك ايضـا فى حق الدجال، قال اصحابنا: وانما جاز ذلك لان شكله وخلقته تدل على كذبه، فظهور الخوارق على يده لايفضى الى التلبيس.

٢ـ ادعاء النبوة فان كان صادقا وجب ظهور الخوارق على يده

١ـ مسعود بن عمر التفتازانى، العلامة : شرح العقائد (ط : لكهنؤ) ص ٦-٦٥

Marfat.com

وهذا متفق عليه بين كل من اقر بصحة نبوة الانبياء .

٣- وان كان كاذبا فى دعواه لم يجز ظهور الخوارق على يده وبتقدير ان تظهر وجب حصول المعارضة .

٤- وهو ادعاء الولاية والقائلون بكرامات الاولياء اختلفوا فى انه هل يجوز ان يدعى الكرامات ثم انها تحصل على وفق دعواه ام لا ؟

٥- وهو ادعاء السحر وطاعة الشيطان فعند اصحابنا يجوز ظهور خوارق العادات على يده وعند المعتزلة لا يجوز .

٦- وهو ان تظهر خوارق العادات على يد انسان من غير شئ من الدعاوى فذلك الانسان اما ان يكون صالحا مرضيا عند الله وهو القول بكرامات الاولياء ، وقد اتفق اصحابنا على جوازه وانكرها المعتزلة الا ابا الحسين البصرى وصاحبه محمود الخوارزمى .

٧- وهو ان تظهر خوارق العادات على بعض من كان مردودا عن طاعة الله فهذا هو المسمى بالاستدراج[1] .

والعلامة عبدالعزيز الفرهاروى قسم الخوارق على نهج آخر فقال:

اقسام الخوارق سبعة احدها المعجزة من الانبياء ، ثانيها الكرامة للاولياء، ثالثها المعونة لعوام المؤمنين ممن ليس فاسقا ولا وليا ، رابعها الارهاص للنبى قبل ان يبعث كتسليم الاحجار على النبى صلى الله عليه وآله وسلم وادرجه بعضهم

١- فخر الدين الرازى ، الامام : التفسير الكبير ، ٢١/٨٥

Marfat.com

فى الكرامة وبعضهم فى المعجزة مجازا ، خامسها الاستدراج للكافر والفاسق المهاجر على وفق غرضه سمى به لانه يوصله بالتدريج الى النار، سادسها الاهانة للكافر على خلاف غرضه كما ظهر عن مسيلمة الكذاب اذ تمضمض فى ماء فصار ملحا ومس عين الاعور فصار اعمى ، سابعها السحر لنفس شريرة تستعمل اعمالا مخصوصة باعانة الشياطين[١] .

معجزات سيدنا عيسى على نبينا وعليه السلام

قال الله تعالى :

﴿ورسولا الى بنى اسرائيل ، انى قد جئتكم بآية من ربكم انى اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيرا باذن الله، وابرئ الاكمه والابرص واحى الموتى باذن الله﴾[٢].

ملائكة الموت

قال الله تعالى :

﴿حتى اذا جاء احدكم الموت توفته رسلنا﴾[٣].

الملائكة المدبرة

قال الله تعالى :

﴿والنزعت غرقا ، والنشطت نشطاً ، والسبحت

١- عبدالعزيز الفرهاروى ، العلامة : النبراس ، ص ٤٣٠

٢- القرآن : ٦١/٦

٣- القرآن : ٤٩/٣

Marfat.com

سبحاً ، فالسٰبقٰت سبقاً ، فالمدبرات امراً[١].

هب جبرائيل عليه السلام غلاما

تمثل جبرائيل عليه السلام لمريم بشرا سويا فقال لها ﴿انما انـا رسـول ربك لاهب لك غلاما زكيا﴾[٢].

تامل فى هذه الآيات، قد نسب الى عيسى عليه السلام خلق الطير، النفخ فيه وطيرانه بسببه ، وشفاء الاكمه والابرص واحياء الموتى مع تصريح بان كل ذلك كائن باذن الله وهكذا نسب قبض الروح والاماتة تدبير نظام العالم الى الملائكة ونسب هبة الغلام الى جبرائيل عليه السلام .

مع ان هـذا كله من فعل الله تعالى ، فان كان نسبة مـا هو فعل له تعالى الى الخلق شركا على الاطلاق ، فهل يمكن لاحد ان يقول ان قرآن مشتمل على الشرك ؟ لا والله ! وحقيقة الامر ان هذه الافعال سوبة الى الخلق مجازاً مع التقييد بقوله تعـالى بـاذن الله فهذه النسبة تكون شركا قطعا .

قال الشيخ ابن تيمية :

وفى هذا وغيره بيـان لتلازم الحقين وان جهة حرمة الله تعالى ورسوله جهة واحدة فمن آذى الرسول فقد آذى الله، ومن اطاعه فقد اطاع الله، لان الامة لا يصلون ما بينهم وبين ربهم الا بواسطة الرسول ، ليس لاحد منهم طريق غيره ولا سبب سواه ، وقد اقـامه الله مقـام نفسه فى امره ونهيه واخباره وبيـانه فلا يجوز ان يفرق بين الله ورسوله فى شئ

ـ القرآن : ٧٩/٥-١

ـ القرآن : ١٦/١٩

Marfat.com

من هذه الامور[١].

وقال ايضا :

فان الله هدانا بنبيه محمد صلى الله عليه وسلم، واخرجنا به من الظلمات الى النور، وآتانا ببركة رسالته ويمن سفارته خير الدنيا والآخرة وكان من ربه بالمنزلة العليا التى تقاصرت العقول والالسنة عن معرفتها ونعتها[٢].

قال احسان الهى ظهير :

فما دام الشيخ عبدالقادر مأذونا مختارا، متصرفا، محييا، مميتا، معطيا، موصلا، فلماذا الدعا الى الله ولماذا الاستغاثة به والاستعانة منه والتوكل عليه، فكلما يطلبه الانسان يطلب من الشيخ الجيلانى عياذا بالله[٣].

وعلى طبق هذا يمكن ان يقول احد : ما دام عيسى عليه السلا مبرئا للامراض محييا، والملك مميتا، متوفيا، مدبرا للعالم وجبرائيل ليه السلام واهبا ولدا، فلماذا الدعاء من الله تعالى والاستعانة منه؟ فكلم طلب الانسان شيئا يطلب من عيسى عليه السلام او من الملائكة، فهل يتفوه احد ان القرآن مملوء شركا ؟ والعياذ بالله تعالى.

وحقيقة الامر ان الله تعالى اعطى مريم ولداً ولكن بتوسط جبرائيل

١- احمد بن عبدالحليم المعروف بابن تيمية العلامة : الصارم المسلول (دارالفكر) ص ٤١

٢- ايضا : ص ٢

٣- الظهير : البريلوية، ص ٣

Marfat.com

عليه السلام كما انه نصر الصحابة المجاهدين فى غزوة بدر بتوسط الملائكة ، قال تعالى :

﴿بلى ان تصبروا وتتقوا ويأتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة آلاف من الملئكة مسومين﴾[١].

فالناصر فى الحقيقة هوالله تعالى ولكن ظهرت نصرته على ايدى الملائكة وهل يتصور من عاقل ان يقول تكفى لنا نصرة الملائكة فاى حاجة الى نصرة الله تعالى ؟

وهكذا لو حصل مطلوب انسان بدعاء ولى او على يديه فذلك امداد من الله تعالى بتوسط الولى ولو صار الميت حيا بقول الولى له قم باذن الله او هلك معاند منتقص بصيرورته هدفا لقهره وغضبه فالمحيي والمميت فى الحقيقة هوالله تعالى لا غير والولى انما صار سببا لحياته او هلاكه والنسبة الى السبب مجاز عقلى وهو فى القرآن كثير .

ثم مر فى صدر البحث ان العبد كاسب لافعاله الاختيارية والكسب ان يصرف ارادته وقدرته الى الفعل ثم يتحقق ذلك الفعل بخلق الله تعالى ، ولهذا لا يكون الالتجاء والاستعانة والاستغاثة الا من الله تعالى وان كان فى الظاهر من خلقه وعبيده وهذا هو السر الغامض الذى لا يصل اليه فهم القاصرين.

قال سراج الهند الشيخ عبدالعزيز المحدث الدهلوى فى تفسيره الفارسية ملخصه :

ان الاستعانة من الغير بحيث يعتمد المرء عليه ولا يعتقده

١ـ القرآن : ٣/١٢٥

Marfat.com

مظهر عون الله حرام وان كان الالتفات الى محض عون الله ويعد ذلك الغير مظهر عونه تعالى نظرا الى نظام الاسباب وحكمته تعالى ويستعين منه بحسب الظاهر لا يبعد عن سبيل العرفان وذلك جائز فى الشرع ، واستعان الانبياء والاولياء هذه الاستعانة من الغير وفى الحقيقة هذه الاستعانة انما هى من الله تعالى لا من غيره[1].

ومن البين الذى لاخفاء فيه ان احدا من اهل باكستان مثلا استعان فى تحصيل حقوقه ومقاصده من راجيوغاندى (رئيس الهند) يـ ويعد غداراً بخلاف ما لو رجع الى عامل من عمال الحكومة الباكستـ لا تسخط عليه الحكومة الباكستانية اذ الرجوع الى عمال باكستا رجوع الى الحكومة الباكستانية ، ولن ترضى ان يكون احد من ا باكستان ويرجع فى مهماته الى اعدائها ، فالله الواحد القهار لا يرضـ لاحد من عباده ان يستمد من الشياطين اوالاصنام فانهم اعداءالله تعا اما من استعان من انبيائه واوليائه تعالى فلا يغضب عليه اذ ليـ استمداده فى الحقيقة الا من الله تعالى :

اعجاز النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وتصرفه واختياره

معجزاته صلى الله تعالى عليه وسلم اكثر من ان تحصى ، ولقـ صنف علماء الاسلام فى معجزاته صلى الله تعالى عليه وسلم كتبا عديدة بعضها فى مجلدات ضخمة لو اردنا استقصائها لعجزنا ، نريد ان نذكـ

١ـ عبدالعزيز المحدث الدهلوى ، التفسيرالعزيزى (افغانى دارالكتب، دهلى سراج الهند :

١/٨

Marfat.com

بذا منها .

ربعة وزراء

اخرج الطبرانى وابو نعيم فى الحلية عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما ن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال :

ان الله ايدنى باربعة وزراء ، اثنين من اهل السماء جبريل وميكائيل واثنين من اهل الارض ابى بكر وعمر[١] .

والوزاء لا تكون الا للملوك ، ففى هذا الحديث دليل على ان الله عالى جعل نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم سلطان السموات والارض كيف لا وهو صلى الله تعالى عليه وسلم خليفة الله الاعظم . اخرج بيهقى عن عبدالله بن سلام قال :

ان اكرم خليقة الله على الله ابو القاسم صلى الله تعالى عليه وسلم[٢] قال الحاكم هذا حديث صحيح[٣].

اء المقاليد

عن ابى هريرة قال : قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم :

بعثت بجوامع الكلم ونصرت بالرعب وبينا انا نائم اتيت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت فى يدى[٤] .

- احمد بن حجر المكى ، العلامة : الصواعق المحرقة (مكتبة القاهرة ، مصر) ص ٧٨
- جلال الدين السيوطى ، الامام : الخصائص الكبرى (فيصل آباد) ١٩٨/٢
- الحاكم النيشابورى ، الامام : المستدرك (بيروت) ٥٦٨/٤
- مسلم بن الحجاج القشيرى ، الامام : الصحيح لمسلم (ط : دهلى) ١٩٩/١

Marfat.com

وفی روایة عقبة بن عامر، قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم
علی المنبر :

وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض متفق علیه[١].

وروی الترمذی والدارمی عن انس قال : قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم :

الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ
بیدی[٢] .

اعطی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ثلاث ادعیة مجابة قط
فقال

فقلت اللهم اغفر لامتی اللهم اغفر لامتی واخرت
الثالثة لیوم یرغب الی الخلق کلهم حتی ابراهیم[٣].

قال العلامة ابن القیم بعد نقل حدیث "والله انی لا اعطی احدا
ولا امنع احدا وانما انا قاسم اضع حیث امرت" .

فهو متصرف فی تلک الخزائن بالامر المحض تصرف
العبد المحض الذی وظیفته تنفیذ او امر سیده[٤] .

١- ولی الدین محمد بن عبدالله الخطیب : مشکوة المصابیح (نور محمد کراتشی)
ص ٥٤٧

٢- ایضا : ص ٥١٤

٣- مسلم بن الحجاج القشیری، الامام: الصحیح لمسلم ١/٢٧٣

٤- ابن القیم الجوزیة ، العلامة : طریق الهجرتین (مطابع الدوحة الحدیثة
قطر) ص ١٧

Marfat.com

قال العلامة المناوى فى شرح حديث "اعطيت مفاتيح خزائن الارض":

او المراد خزائن العالم باسره يخرج لهم بقدر ما يستحقون فكلما ظهر فى ذلك العالم فانما يعطيه الذى بيده المفتاح باذن الفتاح وكما اختص سبحانه بمفاتيح علم الغيب الكلى فلا يعلمها الا هو، خص حبيبه باعطاء مفاتيح خزائن المواهب فلا يخرج منها شئ الا على يده[١].

وقال ايضا.

خيره بين ان يكون نبيا عبدا او نبيا ملكا فاختار الاول وترك التصرف فى خزائن الارض فعوض التصرف فى خزائن السماء برد الشمس بعد غروبها وشق القمر ورجم النجوم واختراق السموات وحبس المطر وارساله وارسال الرياح وامساكها وتظليل الغمام وغير ذلك من الخوارق[٢].

اخرج ابو نعيم عن عبادة بن الصامت قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال:

ان جبرائيل اتانى فبشرنى ان الله امدنى بالملائكة وآتانى النصر وجعل بين يدى الرعب وآتانى السلطان والملك[٣].

١- محمد عبدالرؤف المناوى، المحدث: فيض القدير شرح جامع الصغير ١/٥٦٤

٢- ايضا: ١/١٤٨

٣- عبدالرحمن بن ابى بكر السيوطى، الخصائص الكبرى (فيصل آباد) ٢/١٩٤

الامام:

Marfat.com

وهذا هو اللائق بمقامه صلى الله تعالى عليه وسلم لانه مرجع الانام فى الدنيا والآخرة قال الامام النووى فى شرح قوله صلى الله تعالى عليه وسلم "انا سيد الناس يوم القيامة" :

قال القاضى عياض : قيل السيد الذى يفوق قومه والذى يفزع اليه فى الشدائد والنبى صلى الله تعالى عليه وسلم سيدهم فى الدنيا والآخرة وانما خص يوم القيامة لارتفاع السودد فيها وتسليم جميعهم له[١].

يعنى انكر المنكرون سيادته صلى الله تعالى عليه وسلم فى الدنيا ولا يستطيعون الانكار يوم القيامة ، فهو المرجع للجميع يومئذ لا غير .

قال العلامة شهاب الدين الخفاجى فى شرح هذا الشعر من القصيدة البردة :

نبينا الآمر الناهى فلا احد
ابر فى قول لا منه ولا نعم

فمعنى نبينا الآمر الى آخره انه لا حاكم سواه فهو حاكم غير محكوم فاذا قال فى امر : لا او نعم وهو لا يقول الا صوابا موافقا لرضى الله ، فحينئذ لا يخالفه الا بقسر قاسر وليس غيره حاكم يمنعه عما حكم به ويرد احكامه فهو اصدق القائلين فى ما يقوله[٢].

١- يحيى بن شرف النووى ، الامام : شرح مسلم ، ١/١١١

٢- احمد بن شهاب الدين الخفاجى : نسيم الرياض (ط : بيروت) ٢/٣٥

Marfat.com

قال المحدث العلامة احمد بن حجر المكى :

وانه خليفةالله الذى جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت ارادتـه يعطى منهما من يشاء ويمنـع من يشاء[١] .

قال العلامة القسطلانى شارح البخارى :

فهو خزانـة السر وموضع نفوذ الامر فلا ينفـذ امر الامنه ولا ينقل خير الا عنه[٢] .

وقال الامام العلامة الزرقانى المالـكى :

اذا رام امـرا لا يكون خلافـه
وليس لذاك الامر فى الكون صارف[٣]

وقال ايضا :

ورد فى مسلم (فى اسمائـه صلى الله تعـالى عليه وسلم) الشافى اى هو المبرئ من السقم والألم والكاشف عن الامة كل خطب بهم الم[٤] .

هذه احاديث واقوال الائمة تقربها عيون المؤمنين الموحدين وتنثلج بها قلوب المسلمين المحبين سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم وتجد

١ـ احمد بن حجر المكى ، الامام : الجوهر المنظم (المكتبة القادرية ، لاهور) ص ٤٢

٢ـ احمد بن محمد القسطلانى ، الامام : المواهب اللدنية مع شرح الزرقانى ١/٣٤

٣ـ محمد بن عبدالباقى الزرقانى، العلامة: الزرقانى على المواهب ، ١/٣٥

٤ـ ايضا : ٣/١٥٢

Marfat.com

بعض الناس مبغضا لهذه التصريحات برفعة شان المصطفى. صلى الله
تعالى عليه وسلم، يعدها منافية للتوحيد وعقيدسلاةم - نعوذا بالله تعالى
من ذلك .

وهذا هو امامهم الشيخ محمد اسماعيل الدهلوى ينفى الاختيار
رأسا و يسلب القدرة سلبا كليا عمن هو خليفة الله فى الكون ويصرح بقوله

الذى اسمه محمد وعلى لا اختيار له[1]

ويحسب انه يرفع علم التوحيد ولا يدرى انه لاثبات لعلم التوحيد
عند تنقيص الرسالة .

يا هذا تعال اريك سعة اختيار النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ان
كنت سنيا حنفيا فمن كلام الامام العلامة العلى القارى والشيخ المحقق
عبدالحق المحدث الدهلوى وان كنت من غير المقلدين فمن نص رئيس
اهل الحديث النواب صديق حسن البوفالى .

قال العلامة العلى القارى فى شرح حديث ربيعة رضى الله تعالى عنه
وفيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم سل :

اى اطلب منى حاجة لان هذا هو شان الكرام
ولا اكرم منه صلى الله تعالى عليه وسلم ويؤخذ من اطلاقه
صلى الله تعالى عليه وسلم الامر بالسوال ان الله تعالى مكنه
من اعطاء كل ما اراد من خزائن الحق ومن ثم عد ائمتنا من
خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم انه يخص من شاء بما شاء
كجعله شهادة خزيمة بن ثابت بشهادتين رواه البخارى
وكترخيصه فى النياحة لام عطية فى آل فلان خاصة رواه مسلم

---

١ - محمد اسماعيل الدهلوى : تقوية الايمان ، ص ٤٧

Marfat.com

قال النووى: للشارع ان يخص من العموم ما شاء وبالتضحية بالعناق لابى بردة بن نيار وغيره .

وذكر ابن سبع فى خصائصه وغيره ان الله اقطعه ارض الجنة يعطى منها ما شاء لمن شاء[١].

وقال النواب البوفالى :

قال لى (اى لربيعة) النبى صلى الله عليه وسلم سل معناه اطلب اى خير شئت من خير الدنيا والآخرة ويعلم من قوله صلى الله عليه وسلم سل مطلقا من غير تقييد بمطلوب خاص، ان الامر كله بيد همته وكرامته صلى الله تعالى عليه وسلم يعطى ما شاء لمن شاء باذن ربه تعالى - شعر

فان من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم

• اورد شعرا باللغة الفارسية معناه باللغة العربية .

ان اردت خير الدنيا والآخرة فاحضر فى حضرته وتمن ما شئت[٢] .

وهذا عين ما قال شيخ المحدثين الشيخ عبدالحق المحدث الدهلوى[٣]

التصرف فى الباطن

ومن باهر تصرفه صلى الله تعالى عليه وسلم ما رواه مسلم عن

١- على بن سلطان محمد القارى، العلامة : المرقاة (المكتبة الامدادية، ملتان) ٢/٣٢٣

٢- صديق حسن خان ، النواب البوفالى : مسك الختام (المطبع النظامى ، كانبور) ١/٢٧٦

٣- عبدالحق المحدث الدهلوى الشيخ المحقق : اللمعات (ط : سكهر) ١/٣٩٦

Marfat.com

ابی بن کعب قال کنت فی المسجد فدخل رجل یصلی فقرأ قراءة انکرتها علیه ثم دخل آخر فقرأ قراءة اخری سوی قراءة صاحبه فلما قضیت الصلوة دخلنا جمیعا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فقلت : ان هذا قرأ قراءة انکرتها علیه ودخل آخر فقرأ سوی قراءة صاحبه فامرهما رسول الله صلی الله علیه وسلم فقرءا فحسن النبی صلی الله علیه وسلم شانهما فسقط فی نفسی من التکذیب ولا اذ کنت فی الجاهلیة فلما رأی رسول الله صلی الله علیه وسلم ما غشینی ضرب فی صدری ففضت عرقا وکانما انظر الی الله عزوجل[١] .

روی ابن هشام ان فضالة بن عمیر اللیثی اراد قتل النبی صلی الله تعالی علیه وسلم وهو یطوف بالبیت عام الفتح فلما دنا منه قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم : أفضالة ؟ قال نعم فضالة یا رسول الله . قال ماذا کنت تحدث به نفسک ؟ قال : لا شئ ، کنت اذکر الله ، فضحك النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ثم قال : استغفر الله ، ثم وضع یده علی صدره فسکن قلبه ، فکان فضالة یقول: والله ما رفع یده عن صدری حتی ما من خلق الله شئ احب الی منه[٢] .

وله نظائر کثیرة یمکن جمعها بتتبع یسیر

---

١ - مسلم بن الحجاج القشیری، الامام : الصحیح لمسلم ، ١/٢٧٣

٢ - محمد سعید رمضان البوطی ، فقه السیرة (دارالفکر، بیروت) ص ٣٦٣ الدکتور :

(ب) عبدالملك بن هشام ، الامام · السیرة النبویة مع الروض الانف (ط : ملتان) ٢/٢٧٦

Marfat.com

التصرف بكلمة كن

وهذه معجزة من معجزاته صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال لشخص كن كذلك فصار كما قال .

اخرج الحاكم وصححه والبيهقى والطبرانى عن عبد الرحمن بن ابى بكر الصديق قال كان الحكم بن ابى العاص يجلس الى النبى صلى الله عليه وسلم فاذا تكلم النبى صلى الله عليه وسلم اختلج بوجهه فقال له النبى صلى الله عليه وسلم كن كذلك فلم يزل يختلج حتى مات[١] .

واخرج البيهقى عن ابن عمر ان النبى صلى الله عليه وسلم خطب يوما ورجل خلفه يحاكيه ويلمصه فقال النبى صلى الله عليه وسلم : كذلك فكن فرفع اهله فلبط به شهرين ثم افاق حين افاق وهو كما حكى رسول الله صلى الله عليه وسلم[٢] .

قال العلامة الشعرانى :

انما استعملها صلى الله عليه وسلم (اى كلمة كن) فى غزوة تبوك بحضرة اصحابه بيانا للجواز ولانه كان مأذونا له فى اظهار المعجزات وهذه المسألة من قبيلها فقال صلى الله عليه وسلم: كن اباذر فكان ابا ذر وقال لعسيب النخل كن سيفا فكان سيفا[٣] .

١- عبدالرحمن بن ابى بكر السيوطى، الخصائص الكبرى (فيصل آباد) ٧٩/٢
الامام :

٢- ايضا : ٧٩/٢

٣- عبدالوهاب الشعرانى ، العلامة : اليواقيت والجواهر (مصطفى البابى، مصر) ١٤٧/١

Marfat.com

قال سيدنا الشيخ عبدالقادر الجيلى :

ثم يرد عليك التكوين فتكون بالاذن الصريح الذى هو لاغبار عليه والدلالات اللائحة كالشمس المنيرة وبكلامه اللذيذ الذى هو الذ من كل لذيذ والهام صدق من غير تلبيس مصفى من هو اجس النفس ووساوس الشيطان اللعين .-

قال الله تعالى فى بعض كتبه يا ابن آدم انا الله الذى لا اله الا انا اقول للشئ كن فيكون اطعنى اجعلك تقول للشئ كن فيكون وقد فعل ذلك بكثير من انبيائه واوليائه وخواصه من بنى آدم(١).

قال العلامة السيد محمود الآلوسى :

وقال الشيخ الاكبر قدس سره ان آصف تصرف فى عين العرش فاعدمه فى موضعه واوجده عند سليمان من حيث لا يشعر احد بذلك الا من عرف الخلق الجديد الحاصل فى كل آن وكان زمان وجوده عين زمان عدمه وكل منهما فى آن وكان عين قول آصف عين الفعل فى الزمان فان القول من الكامل بمنزلة كن من الله تعالى(٢).

١- عبدالقادر الجيلى، الغوث الاعظم : فتوح الغيب (على هامش القلائد) المقالة ١٦ ، ص ٣١

٢- محمود الآلوسى ، السيد العلامة : روح المعانى (تهران) ١٨٥/١٩

Marfat.com

تصرفه صلى الله تعالى عليه وسلم يوم القيامة

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم :

الا وانا حبيب الله ولا فخر

رواه الترمذى والدارمى[١]

ومن محبوبيته صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله تعالى قال لجبريل اذهب الى محمد فقل :

انا سنرضيك فى امتك ولا نسوءك[٢]

وقالت ام المؤمنين عائشة رضى الله تعالى عنها :

والله ما ارى ربك الا يسارع فى هواك[٣]

وفى صحيح مسلم حديث طويل عن انس بن مالك ان الناس يأتون الى آدم وابراهيم وموسى وعيسى عليهم الصلوة والسلام يستشفعون منهم الى الله تعالى وكل واحد منهم يقول لست لها وفى آخرهم ياتون سيدنا ومولانا محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم، قال صلى الله تعالى عليه وسلم :

فاقول انا لها[٤]

وهذه هى الشفاعة الكبرى التى اتيحت لنبيه صلى الله تعالى عليه وسلم

وفى رواية عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه : قال النبى صلى الله تعالى عليه وسلم :

١- ابو عبدالله محمد عبدالله الشيخ ولى الدين : مشكوة المصابيح (كراتشى) ص ٥١٣

٢- مسلم بن الحجاج القشيرى، الامام : صحيح مسلم ، ١/١١٣

٣- ايضا : ١/٤٧٣

٤- ايضا : ١/١١٠

Marfat.com

فانطلق فآتى تحت العرش فاقع ساجدا لربى ثم يفتح الله تعالى على ويلهمنى من محامده وحسن الثناء عليه شيئا لم يفتحه لاحد قبلى ثم قال يا محمد ارفع رأسك سل تعطه اشفع تشفع فارفع رأسى فاقول يا رب امتى امتى فيقال :

يا محمد ! ادخل الجنة من امتك من لاحساب عليه من الباب الايمن من ابواب الجنة وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الابواب(١).

وقال صلى الله تعالى عليه وسلم :

وانى اختبأت دعوتى شفاعة لامتى فهى نائلة ان شاء الله تعالى من مات من امتى لا يشرك بالله شيئا(٢).

وقال صلى الله تعالى عليه وسلم :

آتى باب الجنة يوم القيامة فاستفتح فيقول الخازن من انت؟ فاقول: محمد فيقول: بك امرت ولا افتح لاحد قبلك(٣).

وفى رواية :

ثم اشفع فيحدلى حدا فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة(٤).

١- مسلم بن الحجاج القشيرى، الامام : صحيح مسلم، ١/١١١

٢- ايضا : ١/١١٣

٣- ايضا : ١/١١٢

٤- ايضا : ١٠٩/٠

Marfat.com

هذه هى شمة من تصرفات حبيب رب العالمين صلى الله تعالى عليه وسلم ويظهر سودده يوم القيامة بحيث لايبقى لمنكر مجال الانكار لقدرته وتصرفه ومنزلته صلى الله تعالى عليه وسلم عند الله تعالى وكل ذلك من عطاء الله تعالى واذنه وتخييره واعطى الله تعالى جميع انبيائه تصرفات خارقة للعادة .

قدرة الانبياء عليهم السلام وتصرفهم

قال الامام الرازى فى تفسير قوله تعالى "اولئك الذين آتيناهم الكتاب والحكم والنبوة" :

واعلم ان الحكام على الخلق ثلاث طوائف (الى ان قال) وثالثها الانبياء وهم الذين اعطاهم الله تعالى من العلوم والمعارف ما لاجله بها يقدرون على التصرف فى بواطن الخلق وارواحهم وايضا اعطاهم من القدرة والمكنة ما لاجله يقدرون على التصرف فى ظواهر الخلق ولما استجمعوا هذين الوصفين لا جرم كانوا هم الاحكام على الاطلاق[1].

قال الامام المحدث العلامة ابن الحجر المكى :

ثم رأيت ابن العربى صرح بما ذكرناه من انه لا يمتنع رؤية ذات االنبى صلى الله عليه وسلم بروحه وجسده لانه وسائر الانبياء احياء ردت اليهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم فى الخروج من قبورهم والتصرف فى الملكوت العلوى والسفلى ولامانع من ان يراه كثيرون فى وقت واحد

١- فخر الدين الرازى : التفسير الكبير ، ١٣/٨-٦٧-

Marfat.com

لانه كالشمس[١] .

وقال العلامة انور شاه الكشميرى [٢]الديوبندى :

قوله ففقأ عينه (اى ففقأ موسى عليه السلام عين جبريل) وانما فقأت عينه فقط لانه كان ملك الموت والا لا ندقت السموات السبع من لطمة غضبه[٢] .

مذاهب فى الكرامات

قال العلامة التفتازانى :

وذهب جمهور المسلمين الى جواز كرامة الاولياء ومنعه اكثر المعتزلة والاستاذ ابو اسحاق يميل الى قريب من مذهبهم كذا قال امام الحرمين ثم المجوزون ذهب بعضهم الى امتناع كون الكرامة بقصد واختيار من الولى وبعضهم الى امتناع كونها على قضية الدعوى حتى لو ادعى الولى الولاية واعتقد بخوارق العادات لم يجز ولم يقع بل ربما يسقط عن مرتبة الولاية وبعضهم الى امتناع كونها من جنس ما وقع معجزة لنبى كانفلاق البحر وانقلاب العصا واحياء الموتى قالوا وبهذه

١- (ا) احمد بن حجر المكى، الامام : الفتاوى الحديثية (مصطفى البابى ، مصر)
ص : ٢٥٦

(ب) عبدالرحمن بن ابى بكر السيوطى ، الامام : الحاوى للفتاوى ، ٢/٢٦٣

٢- محمد انور شاه الكشميرى : فيض البارى (مطبعة حجازى ، قاهرة) ٢/٤٧٦

Marfat.com

الجهة تمتاز عن المعجزات وقال الامام هذه الطرق غير سديدة والمرضى عندنا تجويز جملة خوارق العادات فى معرض الكرامات وانما تمتاز عن المعجزات بخلوها عن دعوى النبوة حتى لو ادعى الولى النبوة صار عدو الله لا يستحق الكرامة بل اللعنة والاهانة[١] .

وقال ايضا :

نعم قد يرد فى بعض المعجزات نص قاطع على ان احدا لا يأتى بمثله اصلا كالقرآن وهو لا ينافى الحكم بان كل ما وقع معجزة لنبى يجوز ان يقع كرامة الولى[٢] .

كرامة الاولياء السابقين

قال العلامة سعد الدين التفتازانى :

ولنا على الوقوع وجهان الاول ما ثبت بالنص من قصة مريم عند ولادة عيسى عليه السلام وانه كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا قال يا مريم انى لك هذا قالت هو من عند الله﴾ وقصة اصحاب الكهف ﴿ولبثهم فى الكهف سنين﴾ بلا طعام وشراب وقصة آصف واتيانه بعرش بلقيس ﴿قبل ارتداد الطرف﴾[٣].

١ـ مسعود بن عمر التفتازانى، العلامة : شرح المقاصد (دار المعارف النعمانية، لاهور) ٢٠٣/٢

٢ـ ايضا : ٢٠٣/٢

٣ـ ايضا : ٢٠٣-٤/٢

Marfat.com

كرامات الصحابة رضى الله تعالى عنهم

كراماتهم كثيرة واعظم كرامتهم نصرة الدين المبين بكل ما امكنه والاستقامة على اتباع سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم نذكر نبذا يسيرا منها .

قال الامام العلامة جلال الدين السيوطى :

ومن الدليل على اثبات الكرامات آثار منقولة عن الصحابة والتابعين فمن بعدهم منهم الامام ابو بكر الصديق رضى الله عنه قال لعائشة رضى الله عنها : انما هما اخواك واختاك ، قالت هذان اخواى محمد وعبدالرحمن فمن اختاى وليس لى ألا اسماء فقال : ذوبطن ابنة خارجة ، قد القى فى روعى انها جارية فولدت ام كلثوم - ومنهم عمر بن الخطاب رضى الله عنه فى قصة سارية حيث نادى - وهو فى الخطبة - يا سارية الجبل الجبل . فاسمع الله سارية كلامه وهو بنهاوند وقصته مع نيل مصر ومراسلته اياه وجريانه بعد انقطاعه ، ومنهم عثمان بن عفان رضى الله عنه قال عبدالله بن سلام : ثم اتيت عثمان لاسلم عليه - وهو محصور - فقال مرحبا باخى رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فى هذه الخوخة فقال : يا عثمان حصروك ؟ قلت : نعم قال عطشوك؟ قلت : نعم فادلى لى دلوا فيه ماء فشربت حتى رويت ، حتى انى لاجد برده بين ثديي وكتفى فقال : ان شئت نصرت عليهم وان شئت افطرت عندنا فاخترت ان افطر عنده فقتل ذلك

Marfat.com

اليوم[1] .

قال العلامة سعد الدين التفتازانى :

والثانى (من دلائل الوقوع) ما تواتر معناه وان كانت التفاصيل احادا من كرامات الصحابة والتابعين ومن بعدهم من الصالحين كرؤية عمر رضى الله عنه على المنبر جيشه بنهاوند حتى قال يا سارية! الجبل الجبل وسمع سارية ذلك وكشرب خالد رضى الله عنه السم من غير ان يضر به واما من على رضى الله عنه فاكثر من ان تحصى وبالجملة ظهور كرامات الاولياء يكاد يلحق بظهور معجزات الانبياء ، وانكارها ليس بعجيب من اهل البدع والاهواء اذ لم يشاهدوا ذلك من انفسهم قط ولم يسمعوا به من رؤسائهم الذين يزعمون انهم على شئ مع اجتهادهم فى امور العبادات واجتناب السيئات فوقعوا فى اولياء الله تعالى اصحاب الكرامات يمزقون اديمهم ويمضغون لحومهم ، لا يسمونهم الا باسم الجهلة المتصوفة ولا يعدونهم الا فى عداد آحاد المبتدعة[2] .

واياك ان تقع فى اولياء الله تعالى بالانكار فانه سم قاتل ، نعوذ بالله تعالى منه .

١- عبدالرحمن بن ابى بكر السيوطى، الحاوى للفتاوى (دار الكتب العلمية ، بيروت) ٢/٢٦٢
الامام :

٢- مسعود بن عمر التفتازانى ، شرح المقاصد ، ٢/٢٠٤
العلامة :

Marfat.com

قال العلامة الشامی :

وجاء عن المشائخ العارفین والائمة الوارثین انهم قالوا اول عقوبة المنکر علی الصالحین ان یحرم برکتهم قالوا ویخشی علیه سوء الخاتمة نعوذ بالله من سوء الخاتمة[١] .

ومن کرامة الشیخین رضی الله تعالی عنهما ما رواه الامام ابوسعید عبد الملك بن ابی عثمان ، حیث قال :

بلغنا عن ابن عباس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم القیامة وجمع الله الاولین والآخرین یؤتی بمنبرین من النور فینصب احدهما عن یمین العرش والآخر عن یساره ویعلوهما شخصان فینادی الذی عن یمین العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنة ان الله امرنی ان اسلم مفاتیحها الی ابی بکر وعمر لیدخلا محبیهما الجنة الا فاشهدوا .

ثم ینادی الذی عن یسار العرش : معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مالك خازن النار ان الله امرنی ان اسلم مفاتیحها الی محمد ومحمد امرنی ان اسلمها الی ابی بکر وعمر لیدخلا مبغضیهما النار الا فاشهدوا[٢] .

١ـ السید محمد امین بن عابدین الشامی، العلامة : رسائل ابن عابدین (سهیل اکیدمی لاهور) ٢/٣١٧

٢ـ ابو سعید عبدالملك ، الامام : شرف النبی (ط : تهران ، ایرا ص : ٢٩٦-٧

Marfat.com

هذا هو الامام ابوسعيد النيسابورى الذى روى عنه الامام الحافظ الحاكم ابـو عبدالله النيسابورى وابـو محمـد الحسن بن محمـد الخلال وابو القاسم الازهرى وابو القاسم التنوخى وغيرهم[١] .

وخاتمة المحققين العلامة ابن عابدين الشامى روى من كتابه هذا فقال :

واخـرج ابو سعيـد فى شرف النبوة عن عبد العزيز بسنده الى النبى صلى الله عليه وسلم انه قـال انـا واهل بيتى شجرة فى الجنة واغصانها فى الدنيا فمن تمسك بها اتخذ الى الله سبيلا[٢] .

واخرج ابو سعيد والمنلا فى سيرته والديلمى وولـده عن عمران بن حصين رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: سألت ربى ان لا يدخل النار احدا من اهل بيتى فاعطانى ذلك[٣] .

فهل يمكن لمنكر كرامات الصحابة ان يحكم بالوضع بشرة اللسان على ما رواه الامـام ابو سعيد عبد الملك ؟ كما فعل احسان الهى ظهير[٤] لا والله ! بل هذه جرأة قبيحة على احاديث رسول الله صلى الله تعـالى عليه وسلم وفتح لباب انكار الحديث ، وعليـه ان ينقل الحكم بالوضع

١ـ محمد روشن : پيش گفتار ، شرف النبى ، ص ١٥

٢ـ السيد محمد امين ابن عابدين الشامى، العلامة : رسائل ابن عابدين ، ٤/١

٣ـ ايضا : ٥/١

٤ـ الظهير : البريلوية ، ص ٧٠

Marfat.com

من الائمـة المحدثين الماهرين فى هذا الفن الموثوق بهم .

قال العلامة ابن حجر المكى رحمه الله تعالى :

واخرج الدارقطنى ان عليا قال للستة الذين جعل عمر شورى بينهم كلاما طويلا من جملته : انشدكم بالله هل فيكم احد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يا على انت قسيم الجنة والنـار يوم القيامة غيرى ؟ قالوا : اللهم لا - ومعنـاه ما رواه عنترة عن على الرضا انه صلى الله عليه وسلم قال له: انت قسيم الجنـة والنـار فيوم القيـامة تقول النار هـذا لى وهذا لك وروى ابن السماك ان ابا بكر قال له رضى الله عنهما سمعت رسول الله صلى الله عليـه وسلم يقول لا يجوز احـد الصراط الا من كتب له على الجواز[1] .

قال الامام العلامة القاضى عياض رحمه الله تعالى :

وقد خرج اهل الصحيح والائمة مـا اعلم به اصحابه صلى الله عليه وسلم ممـا وعدهم به من الظهور على اعدائه (الى ان قال) وقتل على اشقاها الذى يخضب هذه من هذه اى لحيتـه من رأسه وانـه قسيم النـار يدخل اوليـائه الجنـة واعدائه النار[2] .

قال العلامة شهاب الدين احمد الخفاجى رحمه الله تعالى :

ان ابن الاثير قال فى النهاية الا ان عليا رضى الله عنه

١- احمدبن حجر المكى، الامام المحدث: الصواعق المحرقة (مكتبة القاهره ، مصر) ص : ١٢٦

٢- القاضى عياض المالكى ، الامام : الشفاء (فاروقى كتب خانه، ملتان) ١/٢٢٣

Marfat.com

قال انا قسيم النار يعنى اراد ان الناس فريقان فريق معى فهم على هدى وفريق علىّ، فهم على ضلال فنصف معى فى الجنة ونصف علىّ فى النار انتهى قلت ابن الاثير ثقة وما ذكره على لا يقال من قبل الرأى فهو فى حكم المرفوع اذ لا مجال فيه للاجتهاد[1] .

قال الامام احمد رضا القادرى البريلوى رحمه الله تعالى :

روى شاذان الفضلى هذا القول لعلى رضى الله تعالى عنه فى جزء رد الشمس[2] .

فمن قال انه موضوع مثل احسان الهى ظهير فقوله مما لا يصغى اليه بغير بينة ولا نقل من الائمة الثقات .

قال سراج الهند الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوى رحمه الله تعالى :

والامة المسلمة كلها تعظم سيدنا عليا وذريته الطاهرة مثل المشائخ والمرشدين وتعتقد الامور التكوينية متعلقة بهم وصارت الفاتحة والصدقات والنذور رائجة ومعمولة باسمهم كما قد جرت هذه المعاملة لجميع اولياء الله تعالى[3] .

١ـ احمد الخفاجى شهاب الدين ، نسيم الرياض (المكتبة السلفية ، المدينة العلامة : المنورة) ١٦٣/٣

٢ـ احمد رضا القادرى البريلوى ، الامن والعلى (كامياب دارالتبليغ ، لاهور) الامام : ص : ٥٩

٣ـ عبدالعزيز المحدث الدهلوى : تحفه اثنا عشرية بالفارسية (سهيل اكادمى لاهور) ص : ٢١٤

Marfat.com

قد سبقت كرامة آصف بن برخيا، فانه قد اتى بعرش بلقيس من سبأ فى طرفة عين .

قال الله تعالى :

﴿وقال الذى عنده علم من الكتاب انا آتيك به قبل ان يرتد اليك طرفك﴾[١] .

وهو ولى من امة سيدنا سليمان عليه السلام فما ظنك ؟ باولياء امة سيدنا ومولانا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم، قال الله تعالى فى حق هذه الامة :

﴿كنتم خير امة اخرجت للناس﴾[٢]

وكرامات اولياء هذه الامة اكثر من ان تحصى ولا سيما الغوث الصمدانى السيد عبدالقادر الجيلانى رضى الله تعالى عنه ، قال الشيخ ابو الحسن على الندوى :

اتفق المؤرخون على كثرة كرامات سيدنا عبدالقادر الجيلانى، قال شيخ الاسلام عزالدين بن عبدالسلام والامام ابن تيمية ان كرامات الشيخ بلغت حد التواتر[٣] .

---

[١] القرآن : ٤٠/٢٧
[٢] القرآن : ١١٠/٣
[٣] ابو الحسن على الندوى : تاريخ دعوت وعزيمت ، اردو (مجلس نشريات اسلام، كراتشى) ٢٥٨/١

Marfat.com

قال الامام الربانى ، المجدد للالف الثانى رحمه الله تعالى :

لما وصل الامر الى الشيخ عبدالقادر الجيلانى قدس سره فوض هذا المنصب اليه ويفهم وصول الفيوض والبركات الى الاقطاب والنجباء فى طريق تقرب الولاية بتوسطه، فان هذه المركزية لم تحصل لغيره ، ولهذا قال :

افلت شموس الاولين وشمسنا
ابدا على افق العلى لا تغرب

والمراد بالشمس ، شمس فيض الهداية والارشاد وبالافول عدم الفيض المذكور، والمعاملة التى تعلقت بالاولين تعلقت بالشيخ عند وجوده ، وصار واسطة فى وصول الرشد والهداية ، كما كان الاولون وسائط قبله ، وايضا ما دامت معاملة توسط الفيض فانما هو بتوسله وواسطته ولهذا صح قوله : افلت شموس الاولين وشمسنا اه[١] .

وقال ايضا :

المجدد للالف الثانى نائب مناب حضرة الشيخ فى هذا المقام وبنيابة حضرة الشيخ ارتبطت به هذه المعاملة ، كما قيل نور القمر مستفاد من نور الشمس[٢] .

١ـ احمد السرهندى ، المجدد للالف الثانى : مكتوبات ، فارسى (ط : تركيا) مكتوب ١٢٣ - ٢/٥٨٥

٢ـ ايضا : ٢/٥٨٥

Marfat.com

قال بعض المنكرين :

ويكذبون على الشيخ الجيلانى انه قال :

وولانى على الاقطاب جمعا   فحكمى نافذ فى كل حال
مريدى لا تخف واش فانى   عزوم قاتل عند القتال
طبولى فى السما والارض دقت   وشاؤس السعادة قد بدالى
بلاد الله ملكى تحت حكمى   واوقاتى لقلبى قد صفالى
نظرت الى بلاد الله جمعا   كخردلة على حكم اتصال
انا الجيلى محيي الدين اسمى   واعلامى على رأس الجبال[1]

مع ان قصيدته هذه قد اشتهرت فى الشرق والغرب من غير نكير، وهى مطبوعة على هامش بهجة الاسرار ، بمصر وطبعت فى ايران وباكستان والهند وإتجه جماعة من اجلة الفضلاء الى شرحها وتوضيحها.

قال الشيخ ولى الله المحدث الدهلوى :

ومن ههنا تكلم الغوث الاعظم بكلمات التفاخر والتعاظم وظهر منه تسخير العالم[2] .

وقال الشيخ عبدالعزيز المحدث الدهلوى فى تذكرة سيدى زروق رحمه الله تعالى :

وله قصيدة على طور القصيدة الجيلانية[3]

١- الظهير :   البريلوية ، ص ٧٢
٢- ولى الله المحدث الدهلوى :   همعات ، فارسى (حيدر آباد) ص ٤-٨٣
٣- عبدالعزيز المحدث الدهلوى :   بستان المحدثين (كراتشى) ص [illegible]

Marfat.com

فالتكذيب انما هو راجع الى سيدنا الغوث الاعظم رضى الله تعالى عنه لا الى غيره وهذه جرأة لاتصلح للعفو ولقد صرح الشيخ الجيلانى ان جميع هذه الفضائل حاصلة له باذن الله تعالى وقدرته فاى شائبة للشرك ؟

قال الشاه ولى الله المحدث الدهلوى باللغة الفارسية ما ترجمته هذه:

واقوى من مال الى اصل هذه النسبة (الا ويسية) بآكدوجه وقام هناك باتم قيام بعد تكميل طريق الجذب من اولياء الامة واصحاب الطرق هو حضرة الشيخ عبدالقادر الجيلانى ، ولهذا قالوا انه يتصرف فى قبره مثل الاحياء[1] .

وقال ايضا :

وللنقشبندية تصرفات عجيبة من جمع الهمة على مراد فيكون على وفق الهمة والتاثير فى الطالب ودفع المرض عن المريض وافاضة التوبة على العاصى والتصرف فى قلوب الناس حتى يحبوا ويعظموا وفى مداركهم حتى تتمثل فيها واقعات عظيمة والاطلاع على نسبة اهل الله من الاحياء واهل القبور والاشراف على خواطر الناس وما يختلج فى الصدور وكشف الوقائع المستقبلة ودفع البلية النازلة وغيرها[2] .

وقال ايضا فى تذكرة السيد مير ابوالعلى الاكبرآبادى رحمه الله تعالى:

انه كان يوما متوجها الى المزار فائض الانوار للسيد الشيخ معين الدين الاجميرى فسمع صوتا من داخل القبر

١- لشاه ولى الله الدهلوى، المحدث : همعات (حيدر آباد) ص ٦١

٢- ايضا : القول الجميل (كراتشى) ص ٣-١٠٢

Marfat.com

قد جاء النذر بهذا القدر من اهل بيتكم وطلبوا عافية ولدكم وولدا آخر ، والملتمس مبذول[١] .

قال بعض المبتدعين :

فهذه هي معتقدات القوم في الاولياء والصالحين وفي الانبياء والمرسلين كمعتقدات النصارى واليهود في المسيح وعزير والكليم وكعقيدة المشركين والوثنيين القدامى في اللات والهبل والعزى والمناة ويغوث ويعوق ونسر وغيرهم من عباد الله الصالحين الذين جعلوهم لله شركاء[٢] .

انظر هذيانه في حق اهل السنة والجماعة بكل مسبة، لا يدع منها شيئا ولا يتلعثم ، وهل يجترئ احد من غير المقلدين (اللا مذهبيين) على الشيخ المحدث الشاه ولى الله الدهلوى بمثل هذه الفتاوى الجائرة المؤثمة قائلها ، اذ هو قائل في الهمعات والقول الجميل وانفاس العارفين بما هو شرك جاهلي عند هذا القائل ، فان حكم عليه بالشرك كان غير المقلدين كلهم مشركين لانهم يزعمونه امامهم ومقتدى لهم ولو لم يحكموا عليه بالشرك واعتقدوه مؤمنا موحدا لزمهم بيان الفرق بينه وبين عامة اهل السنة والجماعة مع كونه قائلا بما قالوا .

بركات الابدال

قال امير المؤمنين على رضى الله تعالى عنه :

انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الابدال

---

١ - الشاه ولى الله الدهلوى ، المحدث : انفاس العارفين فارسى (ملتان) ص ٢٠

٢ - الظهير : البريلوية ، ص ٥-٧٤

Marfat.com

يكونون بالشام وهم اربعون رجلا كلما مات رجل ابدل الله مكانه رجلا يسقى بهم الغيث وينتصر بهم على الاعداء ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب رواه احمد[١] .

وفى حديث ابن مسعود قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :

ان لله عزوجل فى الخلق ثلاثمائة قلوبهم على قلب آدم عليه السلام (الى ان قال) واذا مات من الثلاثمائة ابدل الله مكانه من العامة فبهم يحيي ويميت وينبت ويدفع البلاء قيل لعبد الله بن مسعود : وكيف بهم يحيي ويميت ؟ قال : لانهم يسألون الله اكثار الامم فيكثرون ويدعون على الجبابرة فيقصمون ويستسقون فيسقون ويسألون فتنبت لهم الارض ويدعون فيدفع بهم انواع البلاء ، اخرجه ابن عساكر[٢] .

وفى رواية يدفع الله بهم عن اهل الارض وفى رواية فيهم الابدال بهم تنصرون وبهم ترزقون" وفى رواية بهم تغاثون وبهم ترزقون وبهم تمطرون[٣] .

قال العلامة الشامى :

وعن معاذ بن جبل رضى الله عنه انه قال رسول الله

١ـ محمد بن عبدالله، ولى الدين الخطيب: مشكوة المصابيح ، ص ٥٨٣

٢ـ عبدالرحمن بن ابى بكر السيوطى ، الحاوى للفتاوى ، ٢/٢٤٧

الامام :

٣ـ ايضا : ٢/...

Marfat.com

صلى الله عليه وسلم ثلاث من كن فيه فهو من الابدال الذين بهم قوام الدنيا واهلها ، الرضاء بالله والصبر عن محارم الله والغضب فى ذات الله[١] .

قال الشيخ ابن تيمية :

فالانبياء والمؤمنون لهم حق على الله بوعده الصادق لهم ، وبكلماته التامة ورحمته لهم : ان ينصرهم ولا يخذلهم ، وان ينعمهم ولا يعذبهم وهم وجهاء عنده يقبل من شفاعتهم ودعائهم ما لا يقبله من دعاء غيرهم[٢] .

وهذه هى عقيدة اهل السنة والجماعة ومنهم الامام احمد رضا الافغانى ثم البريلوى فى شأن الانبياء عليهم السلام والاولياء رضى الله تعالى عنهم، وقد سبق فى اول هذا المبحث ان الخلق والايجاد مختصان بالله تعالى ولا يليق بالعبد الا الكسب وصرف الهمة ، ولا يطلب اهل السنة والجماعة من الانبياء والاولياء الا الدعاء وصرف الهمة والقصد الى انجاح الحاجة ، وقاضى الحاجات فى الحقيقة هو الله تعالى لا غير، ومع ذلك لو هجم عليهم احد بحكم الشرك الاكبر فهو نفسه مشرك وجاهل لا يعرف الايمان ولا الاسلام .

ادامنا الله تعالى على الايمان والصراط المستقيم

وصلى الله تعالى على حبيبه وخير خلقه محمد وعلى آله واصحابه واولياء امته اجمعين .

١ـ محمد امين بن عابدين ، الشامى العلامة : رسائل ابن عابدين ، ٢/٢٧٤

٢ـ ابن تيمية الحرانى الحنبلى، العلامة: اقتضاء الصراط المستقيم (المكتبة السلفية ، لاهور) ص ٤١٠

Marfat.com

Marfat.com

تقریظ دلپذیر ہادی مراحل تحقیق و کاشف رموز تدقیق جامع شریعت و طریقت منبع حقیقت و معرفت مہبط انوار معارف لدنیہ کاشف اسرار علوم دینیہ رہنمائے سالکین مقتدائے ناسکین مولنا و مرشدنا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قبلہ طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم و نصلی علی سیدنا محمد نبی الکریم

فقیر بر مضمون این کتاب از اول تا آخر بخوبی مطلع شد و بغایت پسندیدہ و خوشنود گردید فی الحقیقت این ہدایتے است طالبان صادق را و تنبیہی است مر آن ناتجربہ کاران نا آشنا را این شریعت و طریقت مغائرت می گویند و ہر دو را خلاف مذہب اہل تحقیق لازم و ملزوم نمی دانند حالانکہ مذہب و معائنہ حقانیاں این است کہ ایمان دو جزو دارد یکے اقرار بلسان چوں مومن مقر توحید الٰہی شد و تمام جوارح ظاہری خود را متبع احکام الٰہی و ارشاد حضرت رسالت پناہی ساخت و سر موقبہ ظاہری خود را از قلادہ انقیاد جناب باری بیرون نیاورد اقرار بلسان از و صادق شد و بموجب شرع شریف مومن و مسلم شد لیکن ہنوز تصدیق بالقلب ازو واقع نشدہ تا آنکہ از مرتبہ انقیاد ظاہری ترقی کردہ قلب خود را ہم بہمہ وجوہ مطیع مرضیات الٰہی ساختہ ہمہ مشیت ہائے خود را در مشیت موجود حقیقی فنا سازد و بالکلیہ از مطلوبات خود دل را بر داختہ باطن خود را نیز در دست رضا و تسلیم الٰہی تسلیم نماید این وقت تصدیق بالقلب ازو صادق آمد و مرتبہ ایمان کامل حاصل شد و در مقام طریقت رسید پس مرتبہ اول شریعت است و مرتبہ ثانی طریقت دیے یکے و بدیگرے ہرگز حاصل نمی شود و معنی حدیث انما الاعمال بالنیات ہمیں تصدیق بالقلب است و للہ در المولف دام فیضہ کہ توضیح ہمیں حدیث شریف جامع با حسن وجوہ و اوثق ثبوت از آیات بینات و احادیث مستندات نمودہ کسے را دریں کتاب مجال گرفتن نیست حقا کہ طالبان شریعت و طریقت را انوار اللہ است ہر کہ در لمعات این انوار سالک خواہد شد بتائید الٰہی بمنزل مطلوب خواہد رسید واللہ ولی الہدایۃ و الارشاد منہ الامداد و الاستمداد فقط

حررہ الفقیر امداد اللہ چشتی مہاجر مکہ علیہ الرحمہ

محمد امداد اللہ فاروقی

ترجمہ اندر رسالہ ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

تقریظ دلپذیر ہادی مراحل تحقیق و کاشف رموز تدقیق جامع شریعت و طریقت منبع حقیقت و معرفت مہبط انوار معارف لدنیہ کاشف اسرار علوم دینیہ رہنمائے سالکین مقتدائے ناسکین مولانا و مرشدنا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قبلہ طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم و نصلی علی سیدنا محمد نبی الکریم

فقیر بر مضمون این کتاب از اول تا آخر بخوبی مطلع شد و بغایت پسندیدہ و خوشنود گردید فی الحقیقت این ہدایتے است طالبان صادق را و تنبیہی است مرآن ناتجربہ کاراں نا آشنا را که این شریعت و طریقت مغائرت می گویند و ہر دو را خلاف مذہب اہل تحقیق لازم و ملزوم نمی دانند حالانکہ مذہب و معائنہ حقانیاں این است که ایمان دو جزو دارد یکے اقرار بلسان چوں مومن مقر توحید الہی شد و تمام جوارح ظاہری خود را متبع احکام الہی و ارشاد حضرت رسالت پناہی ساخت و سر موقبۂ ظاہری خود را از قلادہ انقیاد جناب باری بیرون نہ نہاد و اقرار بلسان ازو صادق شد و بموجب شرع شریف مومن و مسلم شد لیکن ہنوز تصدیق بالقلب ازو واقع نشدہ تا آنکہ از مرتبہ انقیاد ظاہری ترقی کردہ قلب خود را ہم بہمہ وجوہ مطیع مرضیات الہی ساختہ ہمہ مشیت ہائے خود را در مشیت موجود حقیقی فنا سازد و بالکلیہ از مطلوبات خود دل را پرداختہ باطن خود را نیز در دست رضا و تسلیم الہی تسلیم نماید ایں وقت تصدیق بالقلب ازو صادق آمد و مرتبۂ ایمان کامل حاصل شد و در مقام طریقت رسید پس مرتبہ اول شریعت است و مرتبۂ ثانی طریقت بے یکے دیگرے ہرگز حاصل نمی شود و معنی حدیث انما الاعمال بالنیات ہمیں تصدیق بالقلب است و للہ در المولف دام فیضہ که توضیح ہمیں حدیث شریف جامع باحسن وجوہ و اوثق ثبوت از آیات بینات و احادیث مستندات نمودہ کسے را دریں کتاب مجال گرفتن نیست حقا که طالبان شریعت و طریقت را انوار اللہ است ہر که در لمعات ایں انوار سالک خواہد شد بتائید الہی بمنزل مطلوب خواہد رسید و اللہ ولی الہدایۃ و الارشاد منہ الامداد و الاستمداد فقط

حررہ الفقیر امداد اللہ چشتی مہاجر مکہ علیہ الرحمہ

محمد امداد اللہ فاروقی

ترجمہ اندر رسالہ ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com